

پہلے پہلے سن ۱۹۲۰ء

اما مشین کا چھپوان تبلیغی رسالہ

پاکستان

۱۰۰  
حصہ

۴

مطبوعہ  
سیراز قومی پریس کورپوریشن  
خود کار خانہ



بسم الله الرحمن الرحيم

# فہرست الہ تذکرہ حفاظ شیعہ حصہ دوم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دوسری صدی ہجری	۱۰	۱۰	ابو اسحق سلیمی	۲۷
	کے حفاظ	۱۱	۱۱	یحییٰ بن یحیر	۲۹
	(۱) محمد بن حسن بن ابی صا کوئی	۱۲	۱۲	حسین ذوالدستہ	۳۱
۲	(۲) طاووس یانی	۵	۱۳	ابان بن تغلب	۳۲
۳	(۳) منہر زوق شاعر	۶	۱۴	اعش کوئی	۳۷
۴	(۴) اعین بن سنن	۱۶	۱۵	سلیمان بن خالد	
۵	(۵) محمد بن عبد اللہ الطیار	۱۸		بن دہقان	۴۱
۶	(۶) یحییٰ بن واث	۱۹	۱۶	عبد اللہ بن ابی یعقوب	
۷	(۷) زید شہید	۲۱	۱۷	زوادہ بن اعین	
۸	(۸) کبیر شاعر	۲۳		شیبانی	۴۲
۹	(۹) حاصم بن ہمدان	۲۶	۱۸	حمران بن اعین	۴۳

رِسَالَةُ تَحْقِيقِ لَكُنْ

ایک بلند پایہ علمی ادبی تاریخچی۔ تمدنی اور مذہبی مابینہ رسالہ ہے  
**حالی** جو بہترین کاغذ کتابت اور طباعت کیساتھ ماہ شعبان ۱۳۳۵  
 سے قوم و مذہب کی خدمات انجام دیر رہا ہے

میں نہ صرف ملک کے بہترین اہل قلم حضرات کے مضامین شائع کرتے  
**حقائق** { ہیں بلکہ حضرت نعیمہ سلما و دام ظلہ (سرپرست المائیت مشن) کے  
 قلم معجز کے تفسیر کلام پاک کا گراں بہا سلسلہ بھی شائع ہو رہا ہے جو فتنہ  
 رفتہ سرخسیدار حقائق کے پس کٹانی صورت میں جمع ہو جائے گا۔

حقائق میں حضرت نقیب الدائمہ کا وہ سفر نامہ بھی مسلسل شائع ہو رہا ہے جو مجموعہ نے زمانہ سفر عراق و ایران میں روزانہ کے واقعات و مشاہدات پر قلمبند فرمایا تھا۔ اور قطع تاریخی و جغرافیائی معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہونیکے ادبی حیثیت سے بھی ایک بلند پایکا کتاب ہے۔ کیا ایسے مفید اور محکم رسالے کی خریداری ہر ہر فرد قوم کا دینی فریضہ نہیں ہے؟ چند سالانہ چار روپیہ اور ششماہی دو روپیہ آٹھ آنے

پیچر رسالہ "حقائق" حسین آباد لکھنؤ



نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۱	چوتھی صدی ہجری کے حفاظ	۵۰	۸۰	شیخ عبد الجبار رازی	
	(۱) ابوسلطان	۵۱	۸۱	ابو علی حسن بن حسین	
	بغدادی	۵۲	۸۲	بن حاجب کلی	
۴۲	(۲) ابن خالویہ ہمدانی			چھٹی صدی ہجری کے حفاظ	
۴۳	پانچویں صدی ہجری کے حفاظ			(۱) باریع بن دباس نخوی	۸۱
	(۱) شیخ عبد السلام صبری	۵۳	۸۲	(۲) آمر یا حکام شہر فاطمی	
۴۴	(۲) سید رضی	۵۴		(۳) امیر زید بن عبد اللہ	
۴۵	(۳) ابواسحق ابراہیم	۵۵	۸۳	زر بخش	
	بن سعد رفاعی	۵۶	۸۴	حکیم ناخر و علوی	
۴۶	(۴) شیخ نجیب الدین	۵۷	۸۵	احمد بن نیر طرابلسی	
	ابوطالب سترابی	۵۸	۹۰	شرف الدین فضل	
۴۷	(۵) ابن بخار کوفی			بن یحییٰ جعفری	
۴۸	(۶) محمد بن سلمہ شکر	۵۹		صدر الحفاظ حسن بن	
۴۹	(۷) ابوطاہر محمد بن علی حاکم			احمد العطار الہمدانی	
				(۸) محمد بن احمد البخاری السبکی	۹۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹	(۱۹) ابو عمرو بن العلاء	۴۵	۲۸	(۲۸) معاذ بن مسلم بابی	۵۸
۲۰	(۲۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶	۲۹	تیسری صدی ہجری کے حفاظ	
۲۱	(۲۱) یعقوب الاحمر	۴۹	۳۰	(۳۰) ہشام بن محمد بن سائب کلبی	۵۷
۲۲	(۲۲) اسحق بن عمار	۵۰			
۲۳	(۲۳) ثعلبہ بن سیمون	۵۱			
۲۴	(۲۴) حصین بن خارق	۵۲			
۲۵	ابو جنادہ سلوی	۵۲			
۲۶	(۲۶) ابن داحہ	۵۴			
۲۷	(۲۷) یحییٰ بن ابراہیم	۵۶			
۲۸	بن ابی البلاء				
۲۹	(۲۹) معاذ بن مسلم بابی	۵۸			
۳۰	(۳۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶			
۳۱	(۳۱) یعقوب الاحمر	۴۹			
۳۲	(۳۲) اسحق بن عمار	۵۰			
۳۳	(۳۳) ثعلبہ بن سیمون	۵۱			
۳۴	(۳۴) حصین بن خارق	۵۲			
۳۵	ابو جنادہ سلوی	۵۲			
۳۶	(۳۶) ابن داحہ	۵۴			
۳۷	(۳۷) یحییٰ بن ابراہیم	۵۶			
۳۸	بن ابی البلاء				
۳۹	(۳۹) معاذ بن مسلم بابی	۵۸			
۴۰	(۴۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶			
۴۱	(۴۱) یعقوب الاحمر	۴۹			
۴۲	(۴۲) اسحق بن عمار	۵۰			
۴۳	(۴۳) ثعلبہ بن سیمون	۵۱			
۴۴	(۴۴) حصین بن خارق	۵۲			
۴۵	ابو جنادہ سلوی	۵۲			
۴۶	(۴۶) ابن داحہ	۵۴			
۴۷	(۴۷) یحییٰ بن ابراہیم	۵۶			
۴۸	بن ابی البلاء				
۴۹	(۴۹) معاذ بن مسلم بابی	۵۸			
۵۰	(۵۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶			
۵۱	(۵۱) یعقوب الاحمر	۴۹			
۵۲	(۵۲) اسحق بن عمار	۵۰			
۵۳	(۵۳) ثعلبہ بن سیمون	۵۱			
۵۴	(۵۴) حصین بن خارق	۵۲			
۵۵	ابو جنادہ سلوی	۵۲			
۵۶	(۵۶) ابن داحہ	۵۴			
۵۷	(۵۷) یحییٰ بن ابراہیم	۵۶			
۵۸	بن ابی البلاء				
۵۹	(۵۹) معاذ بن مسلم بابی	۵۸			
۶۰	(۶۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶			
۶۱	(۶۱) یعقوب الاحمر	۴۹			
۶۲	(۶۲) اسحق بن عمار	۵۰			
۶۳	(۶۳) ثعلبہ بن سیمون	۵۱			
۶۴	(۶۴) حصین بن خارق	۵۲			
۶۵	ابو جنادہ سلوی	۵۲			
۶۶	(۶۶) ابن داحہ	۵۴			
۶۷	(۶۷) یحییٰ بن ابراہیم	۵۶			
۶۸	بن ابی البلاء				
۶۹	(۶۹) معاذ بن مسلم بابی	۵۸			
۷۰	(۷۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶			
۷۱	(۷۱) یعقوب الاحمر	۴۹			
۷۲	(۷۲) اسحق بن عمار	۵۰			
۷۳	(۷۳) ثعلبہ بن سیمون	۵۱			
۷۴	(۷۴) حصین بن خارق	۵۲			
۷۵	ابو جنادہ سلوی	۵۲			
۷۶	(۷۶) ابن داحہ	۵۴			
۷۷	(۷۷) یحییٰ بن ابراہیم	۵۶			
۷۸	بن ابی البلاء				
۷۹	(۷۹) معاذ بن مسلم بابی	۵۸			
۸۰	(۸۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶			
۸۱	(۸۱) یعقوب الاحمر	۴۹			
۸۲	(۸۲) اسحق بن عمار	۵۰			
۸۳	(۸۳) ثعلبہ بن سیمون	۵۱			
۸۴	(۸۴) حصین بن خارق	۵۲			
۸۵	ابو جنادہ سلوی	۵۲			
۸۶	(۸۶) ابن داحہ	۵۴			
۸۷	(۸۷) یحییٰ بن ابراہیم	۵۶			
۸۸	بن ابی البلاء				
۸۹	(۸۹) معاذ بن مسلم بابی	۵۸			
۹۰	(۹۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶			
۹۱	(۹۱) یعقوب الاحمر	۴۹			
۹۲	(۹۲) اسحق بن عمار	۵۰			
۹۳	(۹۳) ثعلبہ بن سیمون	۵۱			
۹۴	(۹۴) حصین بن خارق	۵۲			
۹۵	ابو جنادہ سلوی	۵۲			
۹۶	(۹۶) ابن داحہ	۵۴			
۹۷	(۹۷) یحییٰ بن ابراہیم	۵۶			
۹۸	بن ابی البلاء				
۹۹	(۹۹) معاذ بن مسلم بابی	۵۸			
۱۰۰	(۱۰۰) حمزہ بن حبیب الزیات	۴۶			

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۶	(۲) شیخ جعفر حافظ	۱۱۷	۸۶	(۶) سید عبدالفتاح	۱۲۹
۷۷	(۳) شیخ عبدالسلام		۸۷	تیرھویں صدی ہجری	
	بن محمد حرعالی	۱۱۸		کے حفاظ	
۷۸	(۴) حاج محمد رضا تبریزی	۱۱۹		(۱۱) حافظ سید مہدی	
۷۹	(۵) حسن بن علی بن		۸۸	(۲) سید محمد تبریزی	۱۳۰
	حسن نفی	۱۲۱	۸۹	(۳) میرزا محمود حافظ	
۸۰	(۶) حافظ سید محمد			تبریزی	
۸۱	بارھویں صدی ہجری		۹۰	(۴) نواب مرزا بر علیاں	۱۳۱
	کے حفاظ		۹۱	(۵) حاجی حافظ	
	(۱) اسحق بن یوسف			امداد علی صاحب	۱۳۲
	صغائی	۱۲۲	۹۲	(۶) حافظ شیخ محمد علیا	
۸۲	(۲) مولوی سید ماریخت			بنارسی	
	امروہوی	۱۲۵	۹۳	(۷) حاج ملا علی بن مرزا	
۸۳	(۳) سید غایت اللہ			خلیل طہرانی	
۸۴	(۴) شیخ سلیمان بحرانی	۱۲۶	۹۴	(۸) حافظ مفتی انور علی	۱۳۳
۸۵	(۵) حافظ سید محمد رضا	۱۲۸		صاحب	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۰	(۹) ابن شہر آشوب	۹۴	۶۷	شیخ جمال الدین احمد	(۴)
۶۱	ساتویں صدی ہجری		۱۰۷	بن محمد بن ادحلی	۱۰۷
	کے حفاظ		۶۸	شمسید اول	(۵) ۱۰۸
	(۱) شمس الاشراف		۶۹	خواجہ حافظ شیرازی	(۶) ۱۰۹
	نیت سید ابن طاؤس	۹۸	۷۰	دسویں صدی ہجری	
۶۲	(۱) فاطمہ بنت سید ابن طاؤس	۹۹		کے حفاظ	
۶۳	(۳) سید عبد الکريم ابن احمد		۷۱	شیخ محمد بن محمد بن	(۲) ۱۱۲
	بن طاؤس	۱۰۰		مسند عالمی	۱۱۳
۶۴	اسٹھویں صدی ہجری		۷۲	حافظ لطفی اللہ	(۳) ۱۱۴
	کے حفاظ			اصفہانی	۱۱۵
	(۱) عبد اللہ بن محمد بن		۷۳	حافظ شاہ ملا قاری	(۴) ۱۱۶
	ہرون طائی	۱۰۳	۷۴	شیخ مظفر حافظ	(۵) ۱۱۷
۶۵	(۲) علاء الدین کندي		۷۵	گیارہویں صدی ہجری	
	وداعی	۱۰۴		کے حفاظ	
۶۶	(۳) سید یوسف بن ناصر		۱۰۶	شیخ عبد اللہ حافظ	(۱) ۱۱۸
	بن حماد حسینی				

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۶	۱۳۱ مولانا عباس حسین صاحب	۱۵۶	۱۱۹	(۱۵۹) آقا میرزا عبدالمطلب شیرازی	۱۵۹
۱۱۷	۱۳۲ حافظ فیاض حسین صاحب	۱۵۷	۱۲۰	(۱۶۰) مولانا حافظ کفایت حسین صاحب	۱۵۹
۱۱۸	۱۳۳ آقا سید محمدی شیرازی	۱۵۸		چیت چیت چیت	

امامیہ کی ممبری قبول فرما کر زماہرین علیہم السلام

میں اپنا نام ماری درج کرا بیٹھے

چندہ لائف ممبری  
چندہ ممبران خصوصی  
چندہ ممبران عمومی  
نعرے میں بہ لائف ممبران و ممبران خصوصی ممبری کے بعد شائع ہونے والے رسائل  
بلا طلب بلا قیمت رسائل ملتے ہیں وہ ممبران عمومی کو نیز بلا طلب نصف قیمت پر  
دیئے جاتے ہیں۔  
کم از کم پچاس روپیہ یکمشت  
پانچ روپیہ سالانہ  
ایک روپیہ سالانہ  
سرکاری امامیہ شین لکھنؤ

نمبر شمار	مضمون	صفحه	نمبر شمار	مضمون	صفحه
۹۵	(۹) میرزا محمد تقی خان نصیب	۱۰۶	(۲) شاهراده میر	۱۰۶	محمد حسن علیخان
	فیض آبادی	۱۴۰			
۹۶	(۱۰) حافظ محمد جان الله	۱۰۷	(۳) قاری حافظ	۱۰۷	جعفر علیقا جارجوی
	صاحب	۱۴۱			۱۴۶
۹۷	(۱۱) حافظ مرزا احمد بیگ	۱۰۸	(۴) حاج میرزا	۱۰۸	محمد حسین شهرستانی
۹۸	(۱۲) حافظ ولی محمد	۱۴۲			۱۴۷
۹۹	(۱۳) حافظ عابد علی	۱۰۹	(۵) شیخ صالح مخفی	۱۰۹	۱۴۹
۱۰۰	(۱۴) حافظ محمد حسن	۱۱۰	(۶) شیخ محمد حسن مرده	۱۱۰	
۱۰۱	(۱۵) پسر حکیم مظفر حسین		عالی	۱۵۰	
	صاحب	۱۴۳	(۷) شیخ حسین بصیر علی	۱۱۱	
۱۰۲	(۱۶) حافظ خیرات علی	۱۱۲	(۸) مولانا حکیم	۱۱۲	
۱۰۳	(۱۷) حافظ غلام رضا		فرمان علیصاحب	۱۵۲	
۱۰۴	(۱۸) حافظ فیض الله	۱۴۴	(۹) حافظ محمد حسن صاحب	۱۵۳	
۱۰۵	چودھویں صدی ہجری		(۱۰) حافظ سید غلام حسین	۱۱۴	
	کے حفاظ		صاحب		
	(۱۹) ملا نظر علی طالقانی	۱۴۵	(۱۱) حافظ صادق حسین صاحب	۱۱۵	۱۵۴

# تاریخ حجاز

## حصہ دوم

مُصَنَّفٌ

میرزا محمد تقی میرزا علی محمد علی قزوینی صاحب

مجتہد العصر دوم ظلہ العالی

مطبع میرزا قزوینی شیراز و کتب خانہ میرزا قزوینی

# کیا ہم جنت میں کوٹھول سکتے ہیں؟

کیا واقعہ اسندام جنت البقیع فراموش کر دینے کے قابل ہے؟  
کیا آپ کے نزدیک جد جہاد پر جو مظالم ہوئے ہیں ان کے اسناد  
کی اب ضرورت باقی نہیں؟

کیا اب آپ کو ظالم اور وحشی بخدیون کے مظالم کے خلاف کسی احتجاج  
کی ضرورت باقی نہیں ہے؟

کیا آپ کے نزدیک اسندام جنت البقیع کوئی ایسا معمولی واقعہ ہے کہ اس کے  
متعلق کسی وجہ کی ضرورت اب آپ محسوس نہیں کرتے؟

اگر ایسا نہیں ہے، اور یقیناً نہیں ہے تو مہاجر فرمائیے کہ  
آئندہ آپ ان روح فاسد مظالم کے اسناد اور تعمیر جنت البقیع  
کے متعلق کیا ارادے رکھتے ہیں۔

سوداگر جنت البقیع

سید حاجی حسن آفریدی اسٹنٹ سکریٹری ان حفظہ اترتبرکہ

حسین آباد لکھنؤ





الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين واللعن الطاغوت  
یہ تذکرہ حفاظ شیعہ کا دوسرا حصہ ہے۔

اس کے پہلے حصہ میں پہلی صدی ہجری کے آخر تک کے حفاظ درج کیے جا چکے  
ہیں اور اب دوسری صدی ہجری سے شروع کیا جاتا ہے جیسا کہ ہم نے  
اس حصہ کو ختم کرتے ہوئے لکھا ہے ان میں سے بہت افراد پہلی صدی سے  
تعلق رکھتے ہیں اس لیے کہ ان کی عمر کا زیادہ تر حصہ اسی میں گزرا ہے لیکن چونکہ  
ہم نے ترتیب اس میں سال وفات کا اعتبار کیا ہے، اس لیے ہم ان کو اسی  
صدی میں درج کرنے پر مجبور ہیں ان کا انتقال ہوا ہے۔

## دوسری صدی ہجری

(۱)

(۲۷) محمد بن حسن بن ابی سارہ رواسی کوئی

علم نحو کے مستند عالم کسان کی اور قرآن کے استاد تھے علامہ حسین

عہ نام کے اوپر تشریح دہری کا ہے اور نام کے پہلے میں فقیر غلام خدا کا شروع ہے۔

# امامیہ کی چوبیسویں تسلیفی خدمت

حضرت! اس سے قبل اس سال کا پہلا حصہ پیش کیا جا چکا ہے جس میں  
پہلی صدی ہجری تک کے حفاظ قرآن کا تذکرہ تھا اور اب دوسرا  
حصہ کو دوسری صدی ہجری کے حفاظ سے شروع کیا گیا ہے۔  
یقیناً ایک ایسے نادر موضوع سے تعلق رکھتی ہو کہ جس پر آج تک  
اہل قلم حضرات نے توجہ نہیں فرمائی تھی۔

حضرت سید العلام دہلوی نے انتہائی وسعت نظر سے مخالفین کے  
خطوط پر نگاہ ڈالی کہ فرقہ شیعہ میں حفاظ قرآن کا جو نہیں ہوا وہ عہدہ شیعہ کیلئے بے  
ثابت کر دیا ہے۔ ایسا کہ اگر اب نظر اس سال کو بھی کامل غور و غوض سے

مطالعہ فرمائیں گے یہ لام  
سید حسین بن علی غازی سکرٹری امامیہ کنٹرول  
خادم ملت

توقی بعد المائتہ بقلیل۔ ان کی وفات شامہ کے تھوڑے زمانہ  
بعد ہوئی ہے۔

(۲)

## طاووس یمانی

(۳۸)

پورا نام ابو عبد اللہ طاووس بن کیسان یمانی حمیری ہے۔ اصلاً فارسى  
یعنی ایرانی نژاد تھے لیکن غلامی کے تعلق سے قبیلہ حمیر کی طرف منسوب ہوئے۔  
شیخ الاسلام حافظ ذہبی نے طبقات القراء میں لکھا ہے کہ ابی بن کعبہ  
بہت سے صحابہ نے حفاظ قرآن کیا، پھر ان صحابہ سے بہت سے تابعین نے۔  
چنانچہ ان تابعین میں ان لوگوں میں سے کہ جو کہ معظمہ میں قیام رکھتے تھے،  
طاووس ہیں۔

ابو انجیر نے بھی طبقات القراء یعنی حالات حفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے۔  
علامہ حیکم بن صدوق تاسیس الشیعہ میں لکھتے ہیں۔  
هو امام القراء بملکة۔ وہ کہ معظمہ میں حفاظ قرآن کے امام تھے۔  
”الشیعہ وفزون الاسلام“ میں ہے۔ کان منقطعاً الى علی بن  
الحسین السجاد۔ وہ امام زین العابدین کے مخصوصین میں سے تھے۔

(۱) اتقان مطلوبہ دہلی مطبعہ

تھے "سبب الشیعة الکرام یفنون الاسلام میں لکھا ہے  
 ہو واحد الایمۃ فی القرآن وہ قرآن مجید کے مستند اہر تھے ابو عمر دمانی  
 ذکر ابو عمر والدانی نے طبقات اقرار یعنی حفاظ کے حالات میں  
 طبقات الفقہاء وقال ہدی اُن کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ اُنہوں نے  
 الحسرون عن ابی عمر وہو حرون قرآن کی روایت ابو عمرو سے کی ہے  
 معدود فی المقلین عنہ اور اعش سے بھی سماع رکھتے ہیں اُن کا  
 وسمع الا عمش وھو من شہد اہل کو فہم ہے۔ قرآن مجید کے  
 جملۃ الکوفین ولہ اختیار متعلق اُن کی مستقل قرأت ہے جس کی  
 فی القراءۃ تو وہی عنہ اُن سے روایت کی جاتی ہے۔

"الشیعہ وفنون الاسلام" میں ہے کہ وہ امام محمد باقر کے مخصوص مصنفین میں سے تھے۔

حافظ سید علی نے "بقیۃ الوعایۃ فی طبقات النجاشۃ" میں اُن کا تذکرہ کیا ہے اور اُن کے مصنفات میں سے حسب ذیل کتابیں درج کی ہیں کتاب الفیصل معانی القرآن۔ التصغیر الوقت وللابتداء الکبیر الوقت وللابتداء الصغیر علامہ نجاشی نے کتاب فرست اسما مصنفین شیعہ میں کتاب الوقت وللابتداء الکبیر و تصغیر اور کتاب الفہر کے اسما درج کئے ہیں۔

حضرت نے فرمایا "پھر تمھارے اونٹ سب کیا ہو گئے؟ غالب نے عرض کی  
 "دعوتھا الحقوق والنواثی" لوگوں کے مطالبات اور مختلف مصائب  
 نے اُن سب کو متفرق کر دیا۔ حضرت نے فرمایا "خیر، مجھے اس سے نہیں  
 صرف ہوئے۔" پھر پوچھا کہ "یہ جان تمھارے ساتھ کون ہے؟ غالب نے کہا کہ  
 "میرا بیٹا فرزدق اور یہ شاعر ہے۔" حضرت نے فرمایا "علمہ القرآن فافہ  
 خیر لہ من الشعراء" اسے قرآن کی تعلیم دو وہ اس کیلئے شعر گوئی سے بہتر ہے  
 فكان ذلك في نفس الفرزدق حتى قيد نفسه والى  
 ان لا يحل نفسه حتى يحفظ القرآن۔ یہ بات فرزدق کے دل میں گئی  
 یہاں تک کہ ایک وقت میں اپنے پیروں میں بیڑیاں ڈالیں اور یہ کہہ کھائی کہ  
 وہ اپنے تئیں کھولیں گے نہیں جب تک کہ قرآن حفظ نہ کر لیں۔  
 کتاب منتخب فی تاریخ آداب العرب "مصنفہ عطایا دمشقی" میں ہے۔

ولد الفرزدق في خلافة	فرزدق خلافت حضرت عمر کے دور میں
عمر بن الخطاب رضي الله عنه	اسلام میں پیدا ہوئے اور ان کے باب
به ابو غالب بعد واقعة	غالب تھیں جل کی جنگ کے بعد ابراہیم بن
الجميل الى امير المؤمنين علي	علی بن ابیطالب کے پاس بصرہ میں لے کر
بن ابي طالب بالبحر فقال	آئے اور کہا کہ میرا بیٹا یہ قبیلہ مضر کے شعرا

ابن قتیب نے کتاب المعارف میں ان کے تشیع کی تصریح کی ہے لکھا ہے۔  
 الشیعة الحزب الاعور وصعصعة بن صوحان والاصغر  
 بن نباتة وعطية العوفی وطاؤس ولاعش۔

حسب ذیل اشخاص تشیع تھے۔ حارث بن اعور ہوانی صعصعہ بن  
 صوحان۔ اصغ بن نباتہ عطیہ عوفی۔ طاؤس۔ اعش۔ (۱)  
 ۱۰۶ میں وفات پائی (۲)

(۳)

## فرزوق شاعر

(۳۹)

ان کا اصل نام ہام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ نسبی ہے۔  
 عرب کے بڑے شعراء میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اصابتہ میں لکھتے ہیں کہ فرزوق کے والد غالب  
 بن صعصعہ اپنے جوان فرزند کو لیے ہوئے حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے  
 حضرت نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا "غالب بن صعصعہ جاشعی" حضرت نے  
 فرمایا یہی جو بہت آدمیوں کے مالک مشہور ہیں؟ عرض کیا "جی ہاں"

(۱) حارث ابن قتیبہ مطبوعہ مصر ص ۳۰۶ (۲) تقریب التذیب مطبوعہ علی ص ۱۱۱

(۳) مطبوعہ مصر ج ۳ ص ۲۱۶

العقیدۃ فان العز قد قر  
 فارجع الی البیت وجبر  
 کان امویا حتی ان جبر  
 حتی الحاج یقبل انما العین  
 سعید بن جبر  
 قلم عقیدہ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو  
 فرزدق بخت الہیہ کی شرف سے متاثر تھے اور  
 جبر بنی امیہ والا آدمی تھا یہاں تک کہ اس  
 حاج کو ان کے العین سعید بن جبر کے  
 قتل کرنے پر مبارکباد دی۔

علامہ بن شمر اشوب نے معالم العلماء میں لکھا ہے  
 الفرزدق بن غالب ابو فراس  
 من اصحاب زین العابدین  
 علیہ السلام  
 فرزدق بن غالب امام زین العابدین  
 کے اصحاب میں سے تھے۔

ابو فراس الشاعر الماھر المعاصر  
 الجبر المعروف بالفرزدق الشیبی  
 الامامی الماھج مولانا علی بن  
 الحسین علیہما السلام بقصید  
 معروفہ فی کتب رجال اصحابنا  
 الکشی وغیرہ وقد مدحہ  
 اصحاب الرجال من علمائنا و  
 ابو فراس کفیت ہے مشہور مستند شاعر  
 جبر کے مقابل "فرزدق" کی جو شیبی  
 امامی تھے اور جنہوں نے امام زین العابدین  
 کی اس کی جو اس عقیدہ کے ذریعہ سے جوہاں  
 علماء کے کتب رجال میں مشہور ہے اور  
 ہمارے علماء میں سے جن لوگوں نے حالات  
 رجال تحریر کیے ہیں انہوں نے فرزدق

ان ابني هذا من شعراء  
مصنفا سمع من قال علم القرآن  
فكان ذلك في نفس الفریق  
فقتل نفسه في وقت والی  
ان لا یحل قید حتی یحفظ  
القرآن وحفظه۔

حفظ نہیں کر لیں گے اور انھوں نے اُسے حفظ کر لیا۔

فرزوق کی شیعیت سلسلہ حدیث سے ثابت ہے۔

علم الہدیٰ سپر مرقعی موسوی شریف بغدادی اپنی کتاب الدرد والغیر  
میں تحریر فرماتے ہیں۔

كان الفرزدق شيعيا مائلا الى بني هاشم۔ فرزدق شیعہ  
تھے اور بنی ہاشم کی طرف خاص میلان رکھتے تھے۔  
”نسمة السحر فہم شیعہ وشعر“ مصنف ضیاء الدین طباطبائی

بمبنی میں ہے۔

قال بعض الاذباء ان فضل  
شعر الفرزدق في الجزالة  
على شعر جرير طاهر فاما  
بعض اذباء کا قول ہے کہ فرزدق کے  
اشعار کا زور و طاق اور فصاحت و  
بلاغت میں جریر کے اشعار سے بہتر غزنا



سے شام میں معاویہ کے پاس آیا ہوا تھا، وہیں اُس کا انتقال ہو گیا۔ معاویہ نے اُس اسلامی اخوت کی بنا پر جو فرار دی گئی تھی قحط کی میراث پر جو وقفہ کر لیا اور ترکہ دار بن گئے۔ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب خلافت اسلامی کے تحت پرستگن تھے۔ فرزدق نے اس موقع پر یہ اشعار نظم کیے۔

• ابوك وعثى يا معاوى اورثا • توانا فبخنا ذ النوات اقامر به  
 ”تمھارے والد جو میرے چچا تھے اے معاویہ اُن کا انتقال ہوا تو انھوں نے میراث چھوڑی اور اُن کے متروکہ کے اُن کے اعزا اور رشتہ دار وارث بن گئے“  
 فابال ميلات المحتات اكلت • وميراث صخر حيا مد لك ذابته  
 ”مجھ پر کیا کہ تم قحط کے متروکہ کو نوش جان کر گئے اور صخر (بوسفیان) کا متروکہ وہ تمھارے لیے ایک جگہ پر جم گیا ہے کہ کھل ہی نہیں سکتا۔“

انفلوكان هذا الاصر في جاهليت • عالت من المرء القليل خلا شيه  
 ”اگر یہ بات زمانہ جاہلیت میں ہوتی تو میں سمجھتا کہ خیر ایک کم مایہ و بساط انسان کا طرز عمل ایسا ہی ہوتا ہے۔“

ولو كان في دين سوى ذاستنتم • لنا حقنا و غص بالما وشارب  
 ”اور اگر کسی دین کی بنا پر ہے علاوہ دین اسلام کے جو تم نے ایجاد کیا ہے تو وہیں اس سے بحث نہیں، جہں تو ہمارا حق لٹا چاہیے نہیں تو بیٹے والے کو اچھو ہوگا اور یہ پانی حلق سے نیچے اترے گا نہیں۔“

عبد وہ من اصحاب الامام علی بن الحسینؑ کی مدح کی ہے اور انھیں امام زین العابدینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

یہ علامے شیعہ کے بیانات ہیں۔ دوسرے فرقہ کے اظہارات اور تفسیر تاریخی واقعات سے بھی یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے۔ "مختار فی تاریخ ادب العرب" مصنف عطاء باوشقیؒ میں ہے۔

قد اجمع اهل الادب علی ان الفراء ذوق لم یکن سفیحا قط بل کان سرمدی السيرة ایضا و لیعلل لها مکرمة واحدة وهو حبه الشديد للکالی علی بن ابیطالب فانه لم یردده عن ذلك مطوعة بنی امیه وکان یجأهره فی ذلك۔

تمام اہل ادب کا اتفاق ہے کہ فرزدق مثنیٰ کم عقل نہیں تھے بلکہ ان کی اخلاقی حالت بھی بڑی تھی۔ بس ان کی ایک فضیلت ہے جو شمار میں لائی جاتی ہے اور وہ ان کی اہمیت کی محبت ہے مولاد علی بن ابیطالب کے ساتھ وہ اس میں اتنے مستقل مزاج تھے کہ بنی امیہ کا دبدبہ ان کو اس سے ہٹانہ سکا اور وہ برابر اس کا اظہار کرتے رہے تھے۔

علامہ ابن اثیرؒ فرماتے ہیں اسراف الغابیہ میں لکھا ہے کہ خاتم بن یزید بن علقمہ تھیں دارمی اور محمد بن ابی سفیان میں رسالت کی جانب سے اخوت قرار پائی تھی اور یہ خاتم غسانی مذہب رکھتا تھا۔ اتفاق

منتخب فی تاریخ آداب العرب کہیں ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔  
تو فرسہ زندق نے کہا۔

ان غضبت العرب لابن سیدھا      اگر عرب لوگ اپنے سردار اور بہترین  
و خیرھا فاعلموا انه سیدوم      انسان کے فرزند کے قتل پر غضبناک ہوئے  
غزوھا وبقى هیبتھا وان      اور ان میں جوش پیدا ہوا تب تو سمجھو کہ  
صبوت علیہ ولہر تنفیو لم      انکی عزت قائم اور ہیبت برقرار رہے گی اور  
یزدھا الله اکذلا الے      اگر انھوں نے اسکو برداشت کر لیا اور کچھ  
اخر الدھر۔      انقلاب نہ پیدا کیا تو نیتیا ان کی ذلت و

خوارت میں اضافہ ہو جائے گا۔

اسکے بعد فرزدق نے یہ شعر پڑھا۔

فان انتم تناسروا ابن خیرکم      فالقوا السّلاح و اغزوا البغال  
اگر تم میں بہترین خلق کے فرزند کے قتل ہو جانے پر کچھ جوش نہیں پیدا ہوتا۔  
تو ہتھیاروں کو اتار کر پھینک دو اور (عدوتوں کی طرح) کاٹتے بننے میں مصروف ہو جاؤ  
فرزدق کی مذہبی غیرت کا سب سے بڑا کارنامہ وہ ہے کہ جب ہشام بن عبد الملک  
حج کے لیے آیا ہے اور طواف کرنے کے بعد چاہا ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دے مگر مجمع  
کی کثرت سے کامیاب نہیں ہوا ہے۔ آخر کو اُس کے لیے منبر رکھ دیا گیا ہے اور وہ  
اُس پر بیٹھ کر لوگوں کی جمیعت کا نظارہ کرنے لگے۔ ارکان دولت اور بہت سے

الست اعز الناس قوما واسرة وامنعهم جالدا اذا صنم جانبہ  
 ”کیا میں نہیں ہوں تمام خلق میں سب سے زیادہ عزت دار قوم و قبیلہ کا شخص  
 اور سب سے زیادہ اپنے ہم سایہ کی حفاظت کرنے والا جب کہ اُن کے حقوق  
 تلف ہو رہے ہوں؟“

وما ولدت بعد النبی والہیہ کمثل حصان فی الحال تثار بہ  
 ”رسول اور آل رسول کو چھوڑ کر کتنا ہوں کہ دنیا کی کسی ماں نے ایسی  
 اولاد پیدا نہیں کی ہے۔“

وینتی الی جنب الثویا فناؤہ من دونہ البدر الضیعی کو اکبر  
 ”میل گھر ستارہ ثریا کے پہلو میں ہے، اُسکی وسعت اور چاند تاروں کے  
 مجھ بڑ سمیت اُس سے بہت ہے۔“

انما بن الجبال الشعم فی عدو الحھی و عرف الذی عرفی من خا مجا سبہ  
 ”میں اُن لوگوں کی نسل سے ہوں جو عظمت میں بڑے اونچے اونچے پہاڑ  
 اور تعداد میں سنگریزوں کے مانند ہیں اور زمین کی تہ تک میرے دگ و  
 ریشہ دورے ہوئے ہیں تو اُس کا حد و حساب کون لگا سکتا ہے۔“

شاعر از امتیاز کے موقع پر بعد النبی والہیہ کا فقرہ انتہائی احساس  
 مذہبی اور خاندان رسول کی بزرگداشت کا پتہ دے رہا ہے۔ شاعروں کو  
 ایسے موقع پر ان باتوں کا خیال مشکل سے ہوتا ہے۔

مفتخ فی تاریخ آداب العرب میں ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔  
تو منہ زدق نے کہا۔

ان غضبت العرب لابن سیدھا اگر عرب لوگ اپنے سردار اور بہترین  
و خیرھا فاعلموا انہ سیدوم انسان کے فرزند کے قتل پر غضبناک ہوئے  
غزھا و بقی حیدھا وان اور ان میں جوش پیدا ہوا تب تو سمجھو کہ  
صبرت علیہ و لہر تنغیولم اگر عزت قائم اور ہیبت برقرار ہے گی اور  
یزدھا اللہ الاخذلا لے اگر انھوں نے اسکو برداشت کر لیا اور کچھ  
اخر الدھرا انقلاب نہ پیدا کیا تو یقیناً ان کی ذلت و

خوارت میں اضافہ ہو جائے گا۔

اسکے بعد فرزدق نے یہ شعر پڑھا۔

فان انتم لم تنأروا لابن خیرکم فالعوا السلاح و اغزوا بالمخارک  
”اگر تم میں بہترین خلق کے فرزند کے قتل ہو جانے پر کچھ جوش نہیں پیدا ہوتا۔  
تو ہتھیاروں کو اتار کر پھینک دو اور (عورتوں کی طرح) کاتے بنے میں مصروف ہو جاؤ“  
فرزدق کی مذہبی غیرت کا سب سے بڑا کارنامہ وہ ہے کہ جب ہشام بن عبد الملک  
مجمع کے لیے آیا ہے اور طوان کرنے کے بعد چاہا ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دے مگر مجمع  
کی کثرت سے کامیاب نہیں ہوا ہے۔ آخر کو اُس کے لیے منبر رکھ دیا گیا ہے اور وہ  
اُس پر بیٹھ کر لوگوں کی جمیعت کا نظارہ کر لے لگا ہے۔ ارکان دولت اور بہت سے

الست اعز الناس قوما واسرة واصنعهم جارا اذا صنم جانب  
 ”کیا میں نہیں ہوں تمام خلق میں سب سے زیادہ عزت دار قوم و قبیلہ کا شخص  
 اور سب سے زیادہ اپنے ہمسایہ کی حفاظت کرنے والا جب کہ اُن کے حقوق  
 تلف ہو رہے ہوں؟“

وما ولدت بعد النبی والہما مکمل حصان فی الحال نقارہ  
 ”رسول اور آل رسول کو چھوڑ کر کہتا ہوں کہ دنیا کی کسی ماں نے ایسی  
 اولاد پیدا نہیں کی ہے۔“

وبقی الی جنب الثیافنا وۃ ومن دونہ البدر الضئی کوکبہ  
 ”میرا گھر ستارہ ثریا کے پہلو میں ہے، اسکی وسعت اور چاند ستاروں کے  
 چھبرٹ سمیت اُس سے بہت ہے۔“

اناب الجبال الشعم فی عددا لھمی وعرق الذی عرقی عن خدایا صبا  
 ”میں اُن لوگوں کی نسل سے ہوں جو عظمت میں بڑے اونچے اونچے بہاؤ  
 اور تعداد میں سنگہریزوں کے مانند ہیں اور زمین کی تہ تک میرے دگ و  
 ریشہ دورے ہوئے ہیں تو اُس کا حد و حساب کون لگا سکتا ہے؟“

شاعر از افتخار کے موقع پر بعد النبی والہما کا فقرہ انتہائی احساس  
 مذہبی اور خاندان رسول کی بزرگی و اہمیت کا پتہ دے رہا ہے۔ شاعروں کو  
 ایسے موقع پر ان باتوں کا خیال مشکل سے ہوتا ہے۔

فہر لعلہ نجات ہے۔

ان عدا اهل التقى كما فوالا ائمتهم  
 او قيل من خير اهل الارض قيل عم  
 ”اگر اہل تقویٰ کا شمار ہو تو یہ ان کے امام ہوں گے اور اگر یہ یافت کیا جائے کہ  
 بہترین اہل زمین کون ہے تو انہی کا پتہ دیا جائیگا۔“  
 آخری شعر یہ ہیں۔

ای الخلاق لیست فی رقا بجم لا ولیة هذا اولها نعم  
 ”کون ہے خلق خدا میں ایسی جماعت جس کی گردن پاس کے اسلام کے سوا  
 خود اس کے احسانات نہ ہوں۔“

من يعرف الله يعرف اولیة ذا فالدين من بیت هذا ناله الامم  
 ”جو خدا کو جانتا ہے وہ اس کے اسلام سے بھی واقف ہوگا۔ اس لیے کہ  
 دین کو اسی کے گھرانے سے تمام اقوام نے حاصل کیا ہے۔“

ہشام کو غصہ آگیا اور فرزدق کو قید کر دیا۔ امام زین العابدینؑ کو معلوم ہوا  
 تو آپ نے بارہ ہزار درہم فرزدق کے پاس رفلہ کے فرزدق نے وہ درہم واپس لیے  
 کہا کہ میں نے آپ کی طرح خدا کی خوشنودی کے لیے کئی انعام کے لیے نہیں کی تھی  
 حضرت نے وہ درہم بھر بیچ دیے اور کہا بھیجا کہ ہم لوگ جب کچھ دیتے ہیں تو پھر واپس  
 نہیں لیتے اور خدا تمہاری نیت سے واقف ہے تم کو اس کے مطابق اجر و ثواب  
 عطا ہی کرے گا۔ خدا تمہاری سی کو مشکیزہ کرے۔“

لوگ گرد میں جن میں فرزدق شاعر بھی ہیں۔ اتنی دیر میں امام زین العابدین اپنے روحانی وقار و عظمت کے ساتھ طوفان کے لیے آتے ہیں۔ اور ایک دم کے دم میں طوفان سے فارغ ہو کر حجر اسود تک پہنچتے ہیں۔ روحانی نسب، راستہ پیدا کرتا اور لوگ داسے بائیں سرک کر چمکے دیدیتے ہیں حضرت حجر اسود کا دوسرا نام ہے کہ واپس ہو جاتے ہیں۔ ہشام کے ارد گرد والے شامی لوگوں میں سے کسی کو تعجب نہ تھا وہ بوجھتا ہے یہ کون ہیں۔ ہشام تجاہل عارفانہ سے کام لیکر کہہ دیتا ہے، میں نہیں جانتا بس یہ وہ وقت ہے کہ فرزدق کی غیرت ایبانی جوش میں آجاتی ہے شامی سے کہتے ہیں کہ وہ نہیں جانتا تو میں جانتا ہوں۔

هذا الذي تعرفه البجاء وطائفة والبيت حيرته والحل والمرام  
یہ وہ ہے کہ کہہ کی سرزمین جس کے قدم کی چاب پہچانتی ہو اور خانہ کعبہ،  
حق و حرم سب کو جسکی معرفت حاصل ہے۔

هذا ابن خير عباد الله اكهم هذا التقى التقى اقطاع العلم  
”یہ بہترین خلق خدا کا فرزند ہے۔ متقی پاکیزہ معصوم اور بلند مرتبہ ہے۔“  
اسی زور و طاقت سے کم و بیش فیس شعر پڑھے جس میں اہلبیت کی حق میں  
کہتے ہیں۔

من مشحون دين و بغضهم كفر و فرحهم منجي و معصم  
”یہ وہ لوگ ہیں جنکی محبت دین ہے اور جن کا بغض کفر ہے اور جن کا فریب



والباقر والصادق وبقی  
 او اخرهم الی ادائل الخلیۃ  
 ان کے ابتدائی افراد نے امام زین العابدینؑ  
 اور امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے ملاقات  
 الکبریٰ و کان فیہم العلماء  
 کی اور ان کے آخری اسناد و عنایت کبریٰ کے  
 والفقہاء والقرآء والادباء  
 ابتدائی حدود تک باقی رہے اور اس ضمن  
 و سوانہ الحدیث  
 میں ان کے اندر غلام و فقہاء و حفاظ قرآن۔

ادبار۔ راویان حدیث ہر طبقہ کے افراد ہوتے رہے ہیں۔  
 اس خاندان کے آخری مشہور شخص ابو غالب زراری تھے۔ انھوں نے  
 ایک رسالہ میں جو بطور اجازہ لکھا ہے۔ اپنے خاندان کے حالات مختصر طور سے  
 تحریر کیے ہیں۔ اس رسالہ میں اعین بن یسین جو اس خاندان کے مورث اعلیٰ  
 کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ رومی غلام تھے۔  
 ان کو قبیلہ شیبان کے ایک شخص نے خرید کیا، اور اپنا بیٹا بنا کر انکی تربیت  
 کی اور تعلیم دلوائی فحفظ القرآن و طر فامن الادب و خرج باہما  
 ادنیاء انھوں نے قرآن حفظ کیا اور ادبی معلومات حاصل کیں اور ایک  
 فاضل ادیب کے درجہ تک پہنچے۔ ان کے باپ یسین عباسی راہب تھے  
 اعین کے بڑے ہونے کے بعد وہ اپنے بیٹے کے دیکھنے کو بلاد اسلام  
 میں آئے، اور پھر یہ طریقہ جاری رہا کہ وہ اسلامی حکومت کی اجازت  
 سے اپنے بیٹے کو دیکھنے آتے اور پھر واپس چلے جاتے تھے۔

جب پیغام گیا تو فرزدق نے مجبور ہو کر قبول کر لیا۔  
 حیوۃ الحیوان دسیری میں یہ واقعہ تفصیل سے مذکور ہے عطا یاد مشقی نے  
 کتاب المنتخب فی تاریخ آداب العرب<sup>(۲)</sup> میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔  
 فرزدق کی وفات سال ۳۱۱ھ میں ہوئی ہے۔

(۴)

## اعین بن سنسن

(۳۰)

زیرارہ جمران بن اعین بکیر بن اعین۔ ایسے بلند مرتبہ جلیل القدر اشخاص  
 کے محترم باپ، یہ خاندان تمام کا تمام محبت الہیت کا دم بھرنے والا مخصوص  
 انبیاء رکھتا تھا۔

بحر العلوم سید مدی طباطبائیؒ اپنی کتاب "فوائد رجالیہ" میں تحریر فرماتے ہیں  
 ال اعین الکعبیت فی الکوفۃ      اعین کا خاندان کوفہ میں شعیان الہیت  
 من شیعتہ اهل البیت و      کا سب سے بڑا گھرانہ تھا اور سب سے  
 اعظمہم شاناً و اکثرہم      زیادہ بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ افراد  
 رجالاً و اعیاناً و اهلہم مدۃ      اور نمایاں اشخاص رکھنے والا اور سب سے  
 و زماناً و درک و احکم السجاد      زیادہ طویلانی مدت تک باقی رہنے والا تھا

(۱) مطبوعہ مصر ص ۱۵۷ (۲) مطبوعہ مصر ص ۱۵۷

یہ سوال کل منکھا صاحبہ  
ففعلا فقال القرشي لابي  
جعفر قد علمت ما اردت  
اردت ان تعلمني ان في  
اصحابك مثل هذا  
قال هوذا لك فكيف رأيته  
قرشي شخص نے امام محمد باقر سے کہا کہ میں سمجھ گیا آپ کا مقصد: اس سے کیا تھا؟  
آپ دکھلانا چاہتے تھے کہ میرے اصحاب میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں، آپ نے فرمایا  
اچھا یونہی سہی تو سچ بتانا تم نے ان کو کیا پایا؟

(۶)

## یحییٰ ابن مہبات

(۳۲)

مسند حفاظ قرآن میں سے تھے۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں تخرید قوم  
واعنفوا بضبط القراءة اتم غناية حتى صاسوا ائمة يفتي  
بحکم ویرحل الیہم و تابعین کی جماعت کے بعد کچھ لوگ ایسے ہیں  
جو مخصوص ہو گئے اور انہوں نے قرآن کے حفظ میں پوری توجہ کی اور قرأت  
میں امام مان لیے گئے کہ سب لوگ ان کی اقتداء کرتے اور ان سے استفادہ

## محمد بن عبد اللہ الطیار

(۱۳۱)

امام محمد باقرؑ کے خاص صحابی تھے۔ علامہ ابو علی حائری نے کتاب  
فتی المقال میں ان کا تذکرہ ان کے بیٹے حمزہ بن طیار کے حالات میں کیا ہے

عن حمزۃ الطیار قال سألنی  
ابو عبد اللہ عن قراءۃ  
العزوان فقلت ما اسنا  
بذلک فقال لیکن ابولث  
قال وسألتنی عن الغرائض  
فقلت وما انا بذلک فقال  
لیکن ابولث قال ثم قال  
ان رجلاً من قریش کان لی  
صدیقاً وکان عالماً قاصداً  
فاجتمع ہود ابولث عند  
ابی جعفر و قال لیقل کلّی  
منکما علی صاحبہما و

حمزہ طیار کی روایت ہے کہ مجھ سے امام  
جعفر صادقؑ نے پوچھا کہ تم نے قرآن  
حفظ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں میں تو  
حافظ قرآن نہیں ہوں حضرت نے فرمایا  
مگر تمہارے باپ وہ حافظ قرآن تھے  
پھر آپ نے علم میراث کے متعلق سوال  
کیا میں نے کہا مجھے علم میراث سے بھی  
کوئی تعلق نہیں ہے آپ نے فرمایا مگر  
تمہارے باپ وہ علم میراث کے عالم  
تھے پھر حضرت نے بیان فرمایا کہ  
میرے اجاب میں ایک شخص تھا قبیلہ  
قریش میں سے جو عالم اور حافظ قرآن تھا

# شہیدِ راہِ حق زید بن علی بن الحسین علیہم السلام

(۱۳۳)

شیخ فاطمہ کا ایک متبرک دانہ اور گردن بند زہر کا چکدار موتی۔  
معصوم نہیں مگر معصوم نما انسان اور معصومین کی بارگاہ سے سند پایا ہوا  
مجاہد۔ بنی امیہ کے ظلم کا بے جرم شکار اور حق و صداقت کی خاطر جان  
دینے والا شہید۔

مذہبی عقیدوں کی ایجاد و خیالات کی پیداوار نے بہت لوگوں کو آپ کی  
امت کا گرویدہ بنایا، اور زیدی فرقہ کے لوگ اب تک موجود ہیں جو آپ کی  
امت کے قائل ہیں لیکن نصاریٰ کے الوہیت مسیح کے عقیدہ سے اگر مسیح  
کا دامن بری ہے تو غیر ذمہ دار افراد کے معتقد امت ہونے سے زید کے  
دامن پر کوئی دھبہ نہیں آ سکتا۔

امام جعفر صادقؑ نے آپ کے لیے دعائے رحمت و رضوان کی ہے،  
جو ہمارے لیے سند ہے۔

کے لیے دو دروازہ کی سافت طے کرتے تھے۔  
 انہی افراد کی فرست میں کوفہ کے لوگوں میں یحییٰ بن وہب کا شمار کیا گیا  
 یحییٰ حفظ قرآن میں اعمش کے استاد تھے شیخ الطائفہ شیخ محمد بن الحسن  
 الطوسی نے کتاب رجال میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

قیل لاعمش علی من قرأت قال علی یحییٰ بن وہب و  
 یحییٰ بن وہب قرأ علی عبید بن فضال کان قیلاً کل یم اجم  
 ففرغ من القرآن فی سبع واربعین سنة و یحییٰ بن وہب  
 کان مستقیماً و ذکر الاعمش ان کان اذا صلی کان یتخطا بعدا  
 ”اعمش سے دریافت کیا کہ تم نے حفظ قرآن کس سے کیا ہے؟ انھوں نے  
 کہا یحییٰ بن وہب سے اور یحییٰ بن وہب نے قرآن حفظ کیا ہے عبید بن  
 فضال سے۔ وہ روزانہ ایک آیت حفظ کرتے تھے یہاں تک کہ تمام قرآن کے  
 حفظ سے نیتا لیس برس میں فالغ ہوئے یحییٰ بن وہب مذہبی حیثیت  
 سے ٹھیک تھے۔

اعمش کا بیان ہے کہ جب یحییٰ نماز پڑھتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ  
 کسی سے باتیں کر رہے ہیں“  
 L2044  
 علامہ حلی نے ”خلاصہ“ میں بھی اسکا تذکرہ کیا ہے۔

الفرارسی قال حدثني عمر بن موسى الوجيهي قال هذه  
القراءة سمعتها من زيد بن علي بن الحسين قال وسمعت  
زيد بن علي يقول هذه قراءة امير المؤمنين علي بن ابي طالب  
عليه السلام قال وما رأيت اعلم بكتاب الله وما سخره  
ومسوخه ومشكله واعلم به منه۔

”ان کی ایک کتاب ہے قرأت زید بن علی کے منقول جس کے بارے  
میں بسند متصل عمر بن موسیٰ وجہی سے منقول ہے کہ اس قرأت کو میں نے  
زید بن علی سے خود سنا ہے اور زید بن علی کہتے تھے کہ یہ قرأت امیر المؤمنین  
علی بن ابی طالب کی ہے۔ عمر بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص کتاب خدا  
اور اس کے نسخ و منسوخ اور مشکلات اور رموز مخفیہ کا جاننے والا زید بن  
علی سے بہتر نہیں دیکھا۔“

صاحب مناقب علامہ ابن شہر آشوب معالم العلماء میں تحریر کرتے ہیں  
عمر بن موسیٰ الوجدی زید بن علی کہ کتاب قرأت زید  
عن ابيه عن امير المؤمنين عليه السلام۔

یہ وجدی“ اور وجہی“ کا فرق قلمی نسخوں کے اختلافات کی بنا پر ہے۔  
علامہ الدہریدین صدر نے ”تاسیس الشیخہ“ میں بھی اس کا تذکرہ  
کیا ہے اس کے قلمی نسخہ میں ”عمر بن موسیٰ الوجہی“ ہے۔

آپ نسل و دیگر علوم کے حفظ قرآن کی صفت میں بلند پایہ رکھتے تھے۔  
ابن عبثہ نے عمدۃ الطالبؒ میں آپ کی مثل کے ایک بزرگ محمد بن  
یحییٰ کے تذکرہ میں لکھا ہے۔

كان يحفظ القرآن وكن اباؤه الى امير المؤمنين علي بن  
ابطالب وهذه فضيلة حسنة "آپ حافظ قرآن تھے، اور  
اسی طرح آپ کے تمام آباؤ اجداد امیر المؤمنین علی بن ابیطالبؑ تک اور  
یہ بہت بڑی فضیلت ہے"

زید کی ایک مستقل قرات ہے جو آپ کی متصل سند سے اپنے آبا  
معصومین علیہم السلام سے نقل کی جاتی ہے۔ شیخ الطائفہؒ نے فہرست مصنفین  
شیعہ میں "عمر بن موسیٰ وجہی" کے حالات میں لکھا ہے۔

لکھ کتاب قراءۃ زید بن علی اخینا احمد بن عبیدون  
عن ابی بکیر الدوری عن ابی بکیر محمد بن عمر بن سالم الحجابی  
قال حدثنی ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان بن محبوب  
من اهل الکوفة قال حدثنی ابراہیم بن مسکین ابو  
اسحق الہمدی کتبت منه فی الحریریۃ سنۃ احدى و  
ستین وما شئین قال حدثنی محمد بن کھس ابو بکر

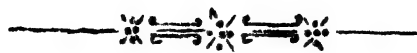


کلاں فی الکویت عشر حصال لم تکن فی مشاعر کان خطیب  
بنی اسد و فقیہ الشیعة و حافظ القرآن و کان کاتباً حسن  
الخط و کان منسابة و کان جذلیاً و هو اقل من ناظر فی التشیع  
مجاہلاً بذلک و کان رامیاً لم یکن فی بنی اسد اسرعی منه  
و کان فارساً و کان شجاعاً و کان سنجاً دیناً۔

”کویت میں دس باتیں ایسی تھیں جو کسی اور شاعر میں سوائے اُن کے  
مجموع نہ تھیں۔ وہ قبیلہ بنی اسد کے خطیب تھے، اور فرقہ شیعہ کے فقیہ  
تھے، اور حافظ قرآن تھے، اور کاتب تھے بہت خوشنویس اور علم نسب کے  
ماہر تھے اور مناظر تھے بڑے کامل، انھوں نے سب سے پہلے شیعیت کے اوپر  
مناظرہ کیا اور شیعہ کا کھلے طور سے مظاہرہ کرتے تھے، قبیلہ بنی اسد میں اُن کے  
بہترین انداز کوئی نہیں تھا اور وہ شہسوار تھے اور بہادر تھے اور سچی پابند  
مذہب تھے۔“

”نسختہ السحر فہیں تشیع و شعر، نیز اُن کے حالات بہت تفصیل سے  
درج ہیں۔

۱۲۶ء میں وفات پائی۔



زید کی شہادت کو فہم ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں ۱۲۲ھ  
 میں ہوئی، اور آپ کی ولادت ۱۲۵ھ میں تھی۔ شہادت کے وقت آپ کی  
 عمر ۴۲ سال کی قرار پاتی ہے۔

(۱۰۸)

## (۱۲۴) مایح البلیت کبیت بن زید اسدی

شاعر

بلند مرتبہ شکم حلیل القدر عالم اور مشہور و معروف شاعر تھے۔ ان کے  
 قصائد جو بنی ہاشم کی وجہ میں "ہاشمیات" کے نام سے موجود ہیں۔ دنیائے ادب  
 میں صدیوں تک کعبہ بنے رہے ہیں۔

مصر میں یہ قصائد متعدد مرتبہ شائع ہوئے ہیں جن میں سے ایک ایڈیشن  
 میں مصر کے ممتاز عالم اُستاذ محمد محمود رافعی کی شرح ہے اور اُس کے ساتھ موطوط  
 مقدمہ شامل کیا گیا ہے۔

اس مقدمہ میں موصوف تحریر کرتے ہیں (۱)

(۱۰)

## (۳۹) ابوالحسن عمرو بن عبید اللہ سبعی ہمدانی

بربر ہمدانی شہید یوم طعن (دکڑا) کے حقیقی ماموں، شیعیان اہلبیت کی ایک ممتاز فرد تھے۔ زہد و تقویٰ اور سجد و عبادت میں مشہور زمانہ اور عام سہولت و غریبی کے مالک تھے۔

محمد بن جعفر مودب کی روایت ہے کہ ان ابوالحسن صلیٰ ابراہیم سنۃ بوضوح العتۃ صلوات اللہ علیہ وکان یختم القرآن فی کل لیلۃ ولہ یکن فی زمانہ اعبد عنہ ولا وثق فی الحدیث عند الخاص والعام وکان من ثقات علی بن الحسین ولد فی لیلۃ تبین فیما امیر المؤمنین وقبض ولہ تسعون سنۃ۔ ”ابوالحسن نے چالیس برس تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی اور وہ ہر شب قرآن مجید ختم کرتے تھے، اور ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ عبادت گزار اور قابل اعتماد خاص و عام میں یکساں طور سے کوئی شخص نہ تھا، اور آپ ام زین العابدین کے معتد لوگوں میں سے تھے۔

شب وفات امیر المؤمنین یعنی ۲۱۔ ۲۲ صیام شگستہ میں متولد ہوئے تھے اور ۹۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

(۹)

## (۳۵) عاصم بن ابی النجود بہد لہ کو فی

قرآن سبعہ میں سے ایک بزرگ ہیں جن کے حفظ قرآن کو تمام عالم اسلامی نے مستند سمجھا ہے۔ شیخ عبد الجلیل رازی نے نقض الفضل میں ان کے تشیع کی تصریح کی ہے۔ قاضی نور اللہ شوستری نے بھی مجالس المؤمنین میں ان کو شیعہ بتایا ہے۔

سید حسن صدر مدظلہ "الشیعہ وفنون الاسلام" میں تحریر فرماتے ہیں۔  
 (انہ کان مقتدی الشیعۃ قرأ علی ابی عبد الرحمن السلمی  
 القاسری علی علی علیہ السلام ولذا اکانت قراءۃ عاصم احب  
 القراءات الی علمائنا)

یہ شیعہ جماعت کی منازرہ ہیں انھوں نے حفظ قرآن ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے کیا جو امیر المؤمنین سے حفظ قرآن کیے ہوئے تھے اور اسی وجہ سے عام کی قرأت جائزے علماء کو نام قراتوں سے زیادہ پسند ہے۔  
 عاصم نے ۱۲۸ھ میں انتقال کیا۔



”سنبیہ گروہ غالی شیعوں میں سے تھا۔ سماعی نے کتاب الایمان میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔“

ابو اسحق نے باختلاف اقوال مسلمہ ۱۲۸۰ھ فسطیہ یا ۱۲۸۱ھ میں انتقال کیا۔

112

یحییٰ بن یحمر تابعی

(146)

ذہبی نے طبقات القراء میں لکھا ہے کہ ابی بن کعبؓ بہت سے صحابہ نے  
حفظ قرآن کیا۔ پھر ان صحابہ سے بہت سے تابعین نے، ان میں سے بصرہ میں  
یحییٰ بن عمر تھے۔<sup>(۱)</sup>  
”الشیعہ وفنون الاسلام“ میں لکھا ہے۔

”الشیعہ وفنون الاسلام“ میں لکھا ہے۔

احد اعلام الشيعة في علم القرآن قال ابن خلدون هو  
 قرآن البصرة وعنه اخذ عبد الله بن اسحق القراءة وكان عالما  
 بالقرآن الكريم والنحو ولغات العرب واخذ النحو عن ابي  
 الاسود الدؤلي.

فرد شیعہ کی ایک ممتاز فرد تھے جو علم قراءت میں کمال رکھتے تھے۔ ابن  
خلکان نے لکھا ہے کہ وہ بصیر کے حفاظ میں سے تھے اور عبد اللہ بن سنان

لیکن دوسرے لوگوں نے ان کی ولادت کو اس سے قبل بتایا ہے۔  
 مقدس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ قال شريك سمعت  
 ابا اسحق يقول ولدت في سنتين من امارة عثمان۔  
 ”خود ابو اسحق کا بیان تھا کہ میری ولادت حضرت عثمان کی حکومت  
 کے زمانہ میں دو برس باقی تھے جب ہوئی ہے۔“  
 ابن خلکان نے لکھا ہے۔

من اعيان التابعين رأى علياً وكان يقول رافعي ابى حتى  
 رأيت علي بن ابي طالب يخطب وهو ابض الرأس والحية و  
 كان كثير الرواية ولد لثلاث سنين بدين من خلافة عثمان۔  
 ”انہوں نے حضرت علی کو دیکھا تھا اور بیان کرتے تھے کہ مجھے  
 میرے والد نے گود میں لے کر دکھایا۔ میں نے حضرت علی کو دیکھا۔ آپ  
 شعلہ نما رہے تھے اور آپ کے سر ویش کے بال بالکل سفید تھے۔ ان کی ولادت  
 حضرت عثمان کے زمانہ خلافت کے ۲ سال باقی تھے جب ہوئی تھی۔“  
 ہمارے شیخ الحدیث شیخ علی آل کاظم الفطار رحمۃ اللہ علیہ نے  
 ”المصون المنيحة في طبقات الشيعة“ میں انکا تذکرہ کیا ہے۔  
 ”تاج العروس شرح قاموس“ میں سید مرتضیٰ زہیدی نے لکھا ہے  
 لها سنة يقال لها السبعية من غلاة الشيعة ذكره السمعي۔

وَكُنْ لَكَ مَجْدَى الْمُحْسِنِينَ وَذَكَرَ بِأَوْحِيٍّ وَعَلِيٍّ وَالْيَاسِ  
 كُلِّ مِنَ الصَّالِحِينَ. تم ہی بتاؤ کہ عیسیٰ کے باپ کون تھے؟ باوجود اسکے  
 خداوند عالم نے اُن کو ابراہیم کی ذریت میں داخل قرار دیا، حالانکہ عیسیٰ  
 اور ابراہیم کے درمیان اُس سے زیادہ فاصلہ ہے جتنا حسن و حسین اور  
 - حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہے۔

حجاج نے کہا یقیناً تم نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا، اور کتاب خدا  
 سے واضح دلیل پیش کر دی۔ خدا کی قسم میں نے کتنی ہی مرتبہ یہ آیت پڑھی  
 ہے مگر کبھی مجھے اس پہلو کی طرف توجہ نہیں ہوئی! (۱)  
 ۲۹ء میں وفات پائی۔

(۱۲)

## حسین فرید الدعوتہ ابن زید الشہید (۳۸)

اپنے جدِ بزرگوار حضرت سید الشہداء کے نام و کنیت دونوں میں یادگار  
 ابو عبد اللہ حسین مشہور تھے۔ سات برس کی عمر میں یتیم ہوئے اور اپنے ابنِ عم  
 حضرت امام جعفر صادق کے سایہِ عطف میں تربیت پائی۔  
 "عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابیطالب" میں لکھا ہے۔

نے قرآن کا حفظ انہی سے کیا تھا۔ اور وہ قرآن کے عالم بھی تھے۔ اور سخا  
اور لغات عرب میں بھی کمال رکھتے تھے۔ انھوں نے علم سخا ابو الاسود  
دوولی سے حاصل کیا تھا۔

روضہ اہل بیت شیعی کی روایت ہے کہ جب حجاج کو معلوم ہوا یحییٰ بن  
عمر کا قول ہے کہ حسن و حسین ذریت رسولؐ میں سے ہیں، اور اس زمانہ میں  
یحییٰ بن عمر خراسان میں تھے تو حجاج نے قتیبہ بن مسلم حاکم خراسان کو لکھا کہ  
یحییٰ بن عمر کو میرے پاس بھیج دو شیعی کا بیان ہے کہ میں اس وقت حجاج کے  
دربار میں تھا جب یحییٰ بن عمر سامنے لائے گئے۔ حجاج نے کہا مجھے معلوم ہوا  
ہے کہ تم حسن اور حسین کو ذریت رسولؐ میں داخل سمجھتے ہو، یحییٰ نے کہا  
”بیشک ایسا ہی ہے“ حجاج نے کہا بخدا اگر تم نے اس کو ثابت نہ کیا اور  
واضح دلیل کتاب خدا سے پیش نہ کی تو میں تمہارے ساتھ بڑی طرح پیش  
آؤں گا، مگر آیت مباہلہ یعنی قل تعالوا لدع ابناءنا وانباءکم میرے  
سامنے نہ پڑھنا، کوئی اور دلیل پیش کرنا یحییٰ نے کہا تو میں اگر اسکو ثابت  
کر دوں اور واضح دلیل کتاب خدا سے پیش کر دوں تو میری جان بخشی ہوگی  
حجاج نے کہا ہاں ضرور تمہیں انان ہے یحییٰ نے کہا قال اللہ تعالیٰ و  
وہبنا لہما سحتی ودية قلوبکلاھما و فوھاھدینا من قبل  
ومن ذریتہ داود



امام محمد باقرؑ نے فرمایا احلس فی مسجد المدینۃ وافت الناس  
فانی احب ان یرئی فی مشیعی مثلك "مسجد مدینہ میں بیٹھ کر فتوے  
دیا کرو میرا بڑا دل خوش ہوتا ہے کہ میرے شیعوں میں تمہارا ایسا شخص  
نظر آتا ہے"

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ابان ناظر اصل المدینۃ  
فانی احب ان یکون مثلك من مرواتی ورجالی "اے ابان!  
مدینہ کے لوگوں سے مذہبی بحث کیا کرو، کیونکہ مجھے بڑی خوشی ہے کہ  
تمہارا ایسا شخص میرے رواد حدیث اور دھابو میں سے ہے۔"  
امام جعفر صادقؑ کے زمانہ میں انتقال کیا اور حضرت کو خبر پہنچی تو  
فرمایا اما واللہ لقد اوجع قلبی موت ابان۔ "بھدا میرے دل کو  
دکھا دیا ابان کے مرنے نے۔"

حافظ جلال الدین سیوطی نے "بغیۃ الوعایۃ فی طبقات النخاۃ" میں لکھا ہے  
قال یا قوت کان فاسدیا فقیہا یاقوت رحوی نے کہا ہے کہ وہ حافظ قوت  
لقویۃ اما مینا فقة عظیم الذلۃ فقیہ لغوی رشید الامی معتبر لمذہبہ  
جلیل القدر سروری عن جلیل القدر تھے حضرت علی بن حسین  
علی بن الحسنین وابی جعفر اور ابو جعفر محمد باقرؑ اور ابو عبد اللہ

هو من اصحاب الصادق جعفر بن محمد قتل ابوہ و هو صغير  
 فرسبہ جعفر بن محمد۔

”جعفر بن محمد صادق کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ کے والد شہید ہوئے۔  
 اس وقت آپ کن تھے تو حضرت جعفر بن محمد نے آپ کی تربیت کی؟  
 ان کے پوتے ابوالمکارم محمد بن یحییٰ کے حالات میں لکھا ہے۔

كان يحفظ القرآن وكذا اباؤه الى امير المؤمنين علي بن  
 ابي طالب وهذه فضيلة حسنة۔

مقرآن کے حافظ تھے اور اسی طرح ان کے تمام آباء و اجداد امیر المؤمنین  
 علی بن ابی طالب تک برابر سب حافظ قرآن تھے اور یہ خاص فضیلت ہے  
 جو اس سلسلہ کو حاصل تھی“

(۱۳)

## ابان بن تغلب (۳۹)

بڑے جلیل المرتبت راوی حدیث۔ فقیہ اور اصحاب ائمہ معصومین میں  
 ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔ امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ  
 تین معصوموں کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور سب احادیث کی روایت کی

محمد بن یوسف الرازی المقرئ بالقادسیۃ سنۃ احدى  
و ثمانین ومائتین قال حدثنی ابو نعیم الفضل بن عبد اللہ  
بن عیاش بن معمر الازدی الطالقانی ساکن سواد البصرۃ  
سنۃ خمس وخمسين ومائتین بالمری قال حدثنا محمد  
بن موسی بن ابی مریم صاحب اللؤلؤ قال سمعت ابان  
بن تغلب وما احد اقرأ منه یقرأ القرآن من اولہ الى آخرہ  
وذکر القراءة۔

ابان بن تغلب کی قرارات سب کے علاوہ ایک مستقل قرارت تھی  
جو سند متصل محمد بن موسی بن ابی مریم صاحب اللؤلؤ کے ذریعہ سے  
ابان بن تغلب سے نقل ہوئی ہے اور محمد بن موسی کا قول تھا کہ میں نے  
ابان بن تغلب سے بہتر کوئی حافظ قرآن نہیں دیکھا۔ وہ قرآن کو اول سے  
آخر تک حفظ کیے ہوئے تھے۔

ابن ندیم نے فہرست میں لکھا ہے۔

لوح من الكتب معاني القرآن لطيف كتاب القراءة كتاب

من الاصول في الرواية على مذهب الشيعة۔

”ان کے مصنفات میں سے ہے کتاب معانی قرآن کتاب قرأت اور

ایک کتاب اصول احادیث میں جو مذہب شیعہ کے مطابق احادیث پر مشتمل ہے۔

وابی عبد اللہ علیہ السلام  
 وسمع من العرب وشف  
 غریب القرآن وغیره وقال  
 الدانی هو ربی کونی نحوی  
 لیکنی ابا امیة اخذ القراءة  
 عن عاصم بن ابی الجود و  
 طلحة بن مطرب و سلیمان  
 الاعشى ورواحد المثلثة  
 الذین ختموا علیہ القرآن -  
 ان من میں سے ایک ہیں جنہوں نے قرآن کو اعش کے سامنے ختم کیا تھا۔

شیخ طوسی نے فرست مصنفین شیعہ میں لکھا ہے۔

کان قاسمیا فقیھا لغویا بیذا وسمع من العرب وکی عنہم  
 " حافظ قرآن، فقیہ لغوی بڑے جامع علوم و فنون تھے عرب اہل زبان  
 سے معلومات حاصل کیے اور انھیں دوسروں سے بیان کیا۔  
 اسکے بعد لکھتے ہیں۔

ولایان قراءة مفردة اخذنا بها احمد بن محمد بن محمد بن موسى  
 قال حدثنا احمد بن محمد بن سعيد قال حدثنا ابو بکر

(۱۴)

## اعمش کوفی

(۱۴۰)

سلیمان بن ہرآن ابو محمد اسدی نام تھا۔ بڑے بلند پایہ کے بزرگوار  
ہیں۔ علمائے اہلسنت نے ان کے تشیع کی تصریح کی ہے اور علمائے  
شیعہ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔  
ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے۔

الشیعة المحرث الا عور وصعصعة بن صوحان والا صبیح

بن بباتہ وعطیة العوفی وطاؤس والاعمش۔

شیخ الاسلام حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں مذیل حالات  
عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادیس رازی لکھا ہے۔ وصاد کسرتہ  
لولا ذکر ابو الفضل السلیمانی فنبس ما صنع فانه قال ذکر  
لسامی الشیعة من المحذین الذین یقتدون علیہ علی عثمان  
الاعمش۔ النعمان بن ثابت۔ شعبۂ بن الحجاج عبد الرزاق۔  
عبد اللہ بن موسیٰ عبد الرحمن بن ابی حاتم۔ میں کبھی  
اس شخص کا تذکرہ نہ کرتا اگر ابو الفضل سلیمانی نے ان کا ذکر نہ کیا ہوتا لیکن  
ابو الفضل نے ان کا ذکر کیا ہے اور بہت بُرا کیا کہ تذکرہ کیا (لہذا میں بھی

ابن شہر آشوب معالم العلماء میں لکھتے ہیں۔

ابان بن تغلب بن رباح لقی السجاد والباقر والصادق  
علیہم السلام صنف الغریب فی القرآن وھذا بہ عبد الرحمن  
بن محمد الازدی الکوفی بعدہ فجمع منہ ومن کتاب الکلبی  
والجی سروق بن عطیہ بن الحرث فجعلہ کتابا واحدا باقوالہم  
ولہا قراءة مفردة واصل۔

• تلا محمد بن علی اردبیلی کتاب جامع الرواة میں لکھتے ہیں۔

انہ من وجوہ القراء لغوی سمع العرب وحکی عنہم وكان  
مقدما فی كل فن من العلم فی القرآن والفقه والحديث  
والادب واللغة والنحو ولہا كتب ولہا قراءة مفردة مشہورة  
عند القراء۔

”یہ بڑے ممتاز حافظوں میں سے تھے اور علم قرآن، فقہ، حدیث،  
ادب، لغت، نحو، تمام فنون میں اپنے معاصرین میں سب سے آگے تھے۔  
مختلف کتب کے مصنف ہیں اور ان کی ایک مستقل قرائت ہے جو حفاظ  
قرآن کے درمیان مشہور و معروف ہے۔“  
رحمہ اللہ واسئلہ میں وفات پائی۔

علیؑ فقال عشرة آلاف حديث كما في امالی الشيخ الطوسي  
 وقال الامام ابراهيم بن محمد البیهقي في باب مساوی  
 الثقة من کتاب المحاسن والمساوی قيل ودخل البخليفة  
 علی الامام یوما فاما لجلوسه فقال لعلی قد نقلت  
 عليك قال وانی لاستثقلک وانت فی منزلک فکیف وانت  
 عندی انتحی وهو فی صفحہ ۲۲۲ من الجزء الثاني المطبوع بمصر  
 ”کوفہ کے حفاظ میں امام کا درجہ رکھتے تھے۔ ابان بن تغلب اور حمزہ  
 نے جو قرآن سبعہ میں سے ہیں، ان سے قرآن حفظ کیا۔ علمائے اہلسنت نے  
 ان کے تشیع کی تصریح کی ہے بشیہ ثانی نے حاشیہ خلاصۃ الرجال میں لکھا  
 ہے کہ ہمارے علماء نے ان کا تذکرہ اپنے کتب میں ترک کیا ہے۔ حالانکہ  
 اپنی درست عقیدہ اور ذاتی فضیلت کے لحاظ سے ان کا تذکرہ کیا جانا  
 مناسب تھا۔ اہلسنت نے اپنے کتب میں ان کا ذکر کیا ہے، اور باوجود  
 اقرار تشیع کے ان کی مدح و ثناء صریح کی ہے، اور محقق بہسمانی نے لکھا ہے  
 کہ ان کے روایات سے ان کا شیعہ ہونا ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے  
 کہ وہ ائمہ کے مخصوصین میں سے تھے، اور علاوہ ذاتی فضائل و علو مرتبہ  
 کے ائمہ کی بارگاہ میں خلوص رکھتے تھے۔ اور میر باقر داماد نے روائع میں  
 ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ علم و فضل، اعتماد و اعتبار اور

محمود ہوا ابو الفضل سلیمان نے کہا ہے، یہ ان شیعی محققین کے اسرار ہیں، جو  
حضرت علی کو عثمان پر ترجیح دیتے تھے۔ اعش۔ نعمان بن ثابت بشعبہ بن حجاج  
عبد الرزاق۔ عبید اللہ بن موسیٰ۔ عبد الرحمن بن ابی حاتم۔  
علامہ الدہریدین صدر دام ظلہ اپنی کتاب تاسیس الشیعة الکرام  
لفنون الاسلام میں لکھتے ہیں۔

امام القراء بالكوفة قرء علیہ ابان بن تغلب وحمزة احد  
السبعة وقد نطق علماء اهل السنة علی تشیع الا عمش وقال  
الشهيد الثاني فی حاشیة خلاصة الرجال اصحابنا تركوا  
ذكره ولقد كان حترها لاستقامته وفضله وقد ذكره  
اهل السنة فی كتبهم واشتوا علیہ مع اعترافهم بتشیع  
وقال المحقق البیضا فی نظیر من رواياته كونه من الشيعة و  
انه منقطع اليهم علیهم السلام بخلصا مع كونه فاضلا نبیلا  
وقال المحقق محمد باقر الميرالد اما فی التواشع ما لفظه  
معروف بالفضل والثقة والجلالة والتشیع والاستقامة  
والعامية ايضا اشتوا علیہ ومطبوقون علی فضله وثقته  
معروفون بجلالته مع اعترافهم بتشیع سأل المصنوع  
الدوانيقي ابو جعفر العباسی كم تحفظ من حديث فی فضائل



(۱۵)

## سلیمان بن خالد بن مہقان

(۴۱)

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ زید شہید کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اور اس دن انکی انگلی قطع ہو گئی۔ علامہ حلی نے غلامہ میں لکھا ہے۔ ثقہ صاحب قرآن۔ یہ ثقہ اور قرآن کے عالم تھے۔

سجاشی نے کتاب الرجال میں لکھا ہے۔ کان قاریا فقیہا وجہا  
سہوی عن ابی جعفرؑ و ابی عبد اللہؑ۔

”حافظ قرآن۔ فقیہ اور نام آور شخص تھے۔ امام باقرؑ و صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔“

فتی المقال میں ہے مات فی حیوة ابی عبد اللہ فتو جمع  
تفقذہ و دعا لولدہ و اوصیٰ بہم اصحابہ

”امام جعفر صادقؑ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا تو حضرت کو بڑا  
صدمہ ہوا، اور آپ نے ان کی اولاد کے لئے دعائے خیر کی اور اپنے  
اصحاب کو ان کی خبر گیری کی ہدایت فرمائی۔“



جلالت قدر، تشیع اور جنگی عقیدہ میں مشہور و معروف ہیں اور اہلسنت نے بھی ان کی تعریف کی ہے اور وہ باوجود اقرار تشیع کے اُن کے علم و فضل، استناد و اعتبار کے اور متفق معلوم ہوتے ہیں۔ منصور دوانقی (خلیفہ نئی عباسیہ) نے دریافت کیا، تم کو فضائل امیر المومنین علی بن اربطالؑ میں کتنی حدیثیں یاد ہیں۔ کہا، ”دس ہزار حدیثیں“ شیخ طوسی نے کتاب الامالی میں اسکا ذکر کیا ہے۔  
 باقی نے کتاب المحاسن و المساوی میں باب مساوی الثقات میں لکھا ہے کہ ایک روز امام ابوحنیفہ اعمش کے پاس تشریف لائے اور بہت دیر تک بیٹھے اعمش سے کہا کہ شاید میں تم پر گراں معلوم ہوا ہو گا۔

اعمش نے کہا تم تو میری طبیعت پر یاد رہتے ہو، اُس وقت جب تم اپنے گھر میں ہو بھر چہ جائیکہ اب اس وقت جب کہ تم میرے پاس موجود ہو۔ اسکا تذکرہ محاسن و مساوی جلد دوم مطبوعہ مصر ۱۲۲۳ھ میں موجود ہے۔ یہ بڑے درجہ کے حافظ قرآن تھے۔ حافظ سیوطی نے اُن لوگوں میں کہ جنہوں نے کوفہ میں تابعین سے حفظ قرآن کیا تھا، اسکا تذکرہ کیا ہے۔<sup>(۱)</sup>

”الشیعہ و فہمون الاسلام“ میں ہے۔ عنہ اخذ ابان بن تغلب القراءۃ۔ ابان بن تغلب نے قرآن انہی سے حفظ کیا۔

۱۷۸ھ میں انتقال ہوا۔

عت نہیں ہے۔

• اُن روایات کے نقد و تبصرہ اور اُن کے رواۃ کی حجج و تمذیل کا یہ قع نہیں ہے۔ اسکے لئے علم رجال کی کتاب درکار ہے۔

علامہ حلیؒ نے خلاصہ میں اُن کے حافظ قرآن ہونے کی شہادت دیکھا ہے۔  
ر لکھا ہے۔

شیخ من (صحابنا فی زمانہ و مستقد محکم و کان فیکھا  
رہا مشکما شاعر احمیا قد اجمعت فیہ خصال الفضل  
الدین ثقتہ صادق فیما یرویہ مات سنۃ خمسین و مائتہ  
”ہمارے علماء میں اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ مرتب شخص اہل اُن کے  
نیرو تھے۔ وہ فقیہ، حافظ قرآن، متکلم، شاعر اور ادیب تھے۔ اور خدا نے  
ان میں تمام باتیں علم و شریعت کی جمع کر دی تھیں۔ ثقہ تھے اور روایت  
س بڑے صادق اللہجو۔ سنۃ میں انتقال ہوا۔“

(۱۸)

حمران بن اعین

(۴۴)

زرارہ بن اعین کے بھائی تھے اور باعتبار جلالہ قدر و رفعت مرتبہ  
ن کے برابر نہیں تو قریب، ابو غالب زراری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے

(۱۶)

## عبد بن ابی یعفور

(۱۴۲)

اصحاب امام جعفر صادق میں سے تھے، اور حضرت کی زندگی میں انتقال کیا  
خلاصہ علامہ میں ہے۔ ثقہ ثقہ جلیل فی اصحابنا کہیم علی  
(ابی عبد اللہ علیہ السلام۔

”بہت بڑے ثقہ اور ہمارے روادہ میں جلیل المرتبہ اور امام جعفر صادق  
کی بارگاہ میں بارسوخ تھے۔“

بھیر لکھا ہے۔ وکان قاریا یقری فی مسجد الکوفۃ۔  
”وہ حافظ قرآن تھے اور مسجد کوفہ میں بیٹھ کر لوگوں کو حفظ قرآن کراتے تھے۔“

(۱۷)

## زرارہ بن اعین شیبانی

(۱۴۳)

آسمان تشیع کا ایک چمکتا ہوا ستارہ، بلکہ اصحاب ائمہ میں آفتاب کی طرح  
مشہور و معروف اور دنیا بار و عالم تاب۔ ان کے استناد و اعتبار مقبولیت  
وجہات قدر کے لئے ائمہ رجال کے اقوال اور مستند محدثین کے معبر روایات  
مستفہ حیثیت سے فراہم ہیں جن کے مقابلہ میں روایت تضعیف کی کوئی

سُبُّ نَبِيِّ اللَّهِ وَلَكِنِّي نَبِيُّ اللَّهِ  
 قال الذَّهَبِيُّ حَدَّثَنِي مَنْكُرٌ  
 بلکہ نبی اللہ ہوں۔ ذہبی نے کہا کہ یہ صحیح  
 نا درست ہے اور عمران را ذہبی شخص  
 و عمران را فضی۔ ہے۔

عمران کے انتقال کا صحیح سنہ معلوم نہیں ہوا ہے۔

(۱۹)

## ابو عمرو بن العلاء

(۴۵)

قرآن مجید میں سے تھے جن کے حفظ قرآن پر تمام امت اسلامیہ کا اجماع ہو گیا  
 ہے۔ امام جعفر صادق کے صحابی تھے۔ ابو عبد اللہ بقی نے کتاب الحاسن میں ان کی  
 ایک حدیث امام جعفر صادق سے نقل کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تقیہ پر عامل  
 تھے اور اس لئے اکثر علمائے اہلسنت کو ان کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ حدیث  
 یہ ہے کہ قلل ابو عبد اللہ الصادق یا ابا عمر تسعة اعشار الدین  
 فی التقیۃ ولادین لمن لا تقیۃ لہا۔

”ذہب کے دس میں سے دھتھے تقیہ میں صغر ہیں اور مذہب کا پابند نہیں  
 سکتا جو تقیہ پر عامل نہ ہو“ (۱)

باوجود اسکے ابن ابیاری نے نزہۃ اللباب میں لکھا ہے کہ جلیج بن یوسف تقی  
 (۱) تقیہ مذہب کی فطرت سے کس درجہ مطابقت ہے اور مذہب کی بنیاد تقیہ پر کس صورت سے  
 ہے یہ ایک متعلق درمات کے حوالہ دینے کے لئے وقت کی ضرورت ہے ۱۱۔

كان من اكبر مشايخ الشيعة المفضلين الذين لا يشك  
فيهم وكان احد حملة القرآن ومن بعد وبيد كرامته في  
كتب القراءات وروى (انه قرأ على ابي جعفر محمد بن علي عليهما السلام  
”وہ بڑے بزرگان فرقہ شیعہ میں سے تھے جن کے متعلق شک کرنا  
کی گنجائش نہیں اور وہ حامل قرآن افراد میں سے ایک فرد تھے اور ایسے  
شخص تھے کہ ان کے نام کا تذکرہ ہوتا ہے قراءت کی کتابوں میں، اور  
بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے قرآن امام محمد باقر سے حفظ کیا تھا۔  
علم رجال کی کتاب شتی المقال میں بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے  
حافظ ذہبی نے ان کو رافضیت کی سند دیدی ہے، ملاحظہ ہو  
اتقان سیوطی (۱)

الحاکم فی المستدرک من	حاکم نے مستدرک میں حمران بن اعین
طریق حمران بن اعین عن	کی سند سے ابو الاسود دؤلی سے اور انھوں
(ابی الاسود الدؤلی عن ابی	ابو ذر سے روایت کی ہے کہ ایک اے اے
قال جاء اعرابی الى	رسالتاب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہ
رسول الله صلى الله عليه	یا نبی اللہ (یعنی اُس نے ہزہ کے ساتھ
وسلم فقال یا نبی الله قال	کہا) حضرت نے فرمایا میں نبی اللہ نہیں ہوں

اصحاب الصادق۔

تیسری جگہ کتاب "مقطوع القرآن و موصولہ" کے متعلق لکھا ہے۔

کتاب مقطوع القرآن و موصولہ لمحمد بن حبيب احد السبعة

من اصحاب الصادق۔

حافظ ابن عقدہ نے بھی اپنے رجال میں ان کا تذکرہ اصحاب صادق علیہ السلام میں کیا ہے اور شیخ الطائفہ نے بھی اپنے کتاب رجال میں۔  
"الشیعہ و فنون الاسلام" میں لکھا ہے۔

وحد بخط الشیخ الشهيد محمد بن مکی عن الشیخ جمال الدین <sup>احد</sup>  
بن الحداد الحلی ما صورته قراء الکسائی القران علی حمزة و قراء  
حمزة علی ابی عبد الله الصادق و قراء علی امیہ و قراء علی ابیہ و  
قراء علی امیہ و قراء علی امیر المؤمنین علی قلت و حمزة علی الاعمش  
ایضا و علی حران بن اعین و ہما من مشیوخ الشیعة ایضا۔

"شہید اول کے قلم سے شیخ جمال الدین احمد بن محمد بن حداد حلی کہنا ہے  
یہ عبارت لکھی ہوئی ملی ہے کہ کسائی نے قرآن کو حمزہ سے حفظ کیا اور حمزہ نے  
امام جعفر صادق سے اور حضرت نے اپنے والد الذہب کو اور امام محمد باقر سے اور  
انہوں نے اپنے والد الذہب کو اور امام زین العابدین سے اور انہوں نے اپنے  
پدر بزرگوار حضرت سید الشہداء اور انہوں نے امیر المؤمنین علی ربیعاً ہے۔

نے اپنے عہد حکومت میں ان کو گرفتار کر کے اپنے پاس بلوانا چاہا اور انہوں نے  
اپنی جان بچانے کے لیے کسی طرح روپوشی اختیار کی اور یہ برابر محفّی رہ گئے۔ یہاں تک  
کہ حجاج اس دار دنیا سے رخصت ہوا۔ اعمال حکومت کی یہ روش شیعیت کے پتہ  
لگ جانے کا پتہ دیتی ہے۔

علامہ حسین صدر دام ظلہ نے "اسمیں الشیعة الکرام" میں ان کو قراء  
شیعہ میں درج کیا ہے۔

۱۵۴ھ میں ۸۶ برس کی عمر میں وفات پائی۔

(۲۰)

## (۲۶) حمزہ بن حبیب اللزّیات الکوفی

یہ بھی قراء سبعہ کی ایک ممتاز فرد ہیں۔ ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے  
کتاب القراءة لحمزہ بن حبیب وهو احد السبعة من اصحاب

(الصادق) :

"کتاب قراءت حمزہ بن حبیب کی تصنیف ہے۔ یہ قراء سبعہ میں سے  
اور امام جعفر صادق کے صحابی تھے۔"

دوسری جگہ کتاب منشاہ القرآن کے ذیل میں لکھا ہے۔

کتاب منشاہ القرآن لحمزہ بن حبیب وهو احد السبعة من



## یعقوب الاحمر

(۴۷)

امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ وسائل الشیعہ میں ہے۔  
 عن یعقوب الاحمر قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام  
 جعلت فداک ائی کنت قد قرأت القرآن فقلت متنی  
 فادع اللہ عزوجل ان یعلمنیہ قال فکانہ فزع لذلک ثم  
 قال علمک اللہ هو دایا ناجیعا۔

”یعقوب احمر کی روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا  
 میں نے قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ ادھر کچھ عرصہ سے میں کچھ اُسے بھول چلا  
 ہوں، خدا سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے پھر اُسے مثل سابق حفظ کرا دے۔ یہ  
 ”سُکھ حضرت کچھ پریشان سے ہو گئے اور فرمایا خدا تم کو اور ہم سب کو قرآن  
 کے علم پر قائم رکھے۔“

دوسری روایت۔

عن یعقوب الاحمر قال قلت لابی عبد اللہ ان علیؑ  
 دینا کنیا وقد دخلنی ما کاد القرآن ینفقت متنی فقال

علامہ حسین صدر فرماتے ہیں کہ حمزہ نے اعش اور حمران بن اعین سے  
سبھی قرآن حفظ کیا ہے۔ اور یہ دونوں شخص بھی اکابرِ اہل بیت سے تھے۔

حافظ میرزا محمود تبریزی نے جواہر القرآن میں لکھا ہے۔  
قال سلیم سمعت حمزة يقول ولدت سنة ثمانين و احدى  
القران ولى خمس عشرة سنة۔

”حمزہ کا بیان تھا کہ میری ولادت سترہویں سال ہوئی ہے اور میں نے  
قرآن حفظ کر لیا تھا جب میری عمر سترہ برس کی تھی۔“

عنه اخذ ابو الحسن الكسائي القراءة واما حمزة فهو قرأ على  
امام الكونين و فخر العالمين جعفر بن محمد علي ابیه محمد الباقر  
علي ابیه علي بن الحسين علي ابیه الحسين علي ابیه مابر المومنين  
علي بن ابي طالب۔

اس میں بھی یہ تصریح ہے کہ حمزہ نے حفظ قرآن امام جعفر صادق سے کیا تھا  
حمزہ کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی۔

(فضل اوانظر فی المصحف قال فقال لی بل اقرأه وانظر فی المصحف فهو افضل اما علمت ان النظر فی المصحف عبادة) ”اسحق بن عمار کی روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کی خدمت میں عرض کی کہ میں قرآن ازبر حفظ رکھتا ہوں تو اسے ازبر پڑھا کروں زیادہ ثواب ہے یا قرآن میں دیکھ کر پڑھوں زیادہ ثواب ہے حضرت نے فرمایا قرآن میں دیکھ کر پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے۔ کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ خود مصحف کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے۔“

(۲۳)

## ثعلبہ بن مہیون

(۴۹)

یہ امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم دونوں بزرگوں کے رواۃ حدیث میں سے ہیں۔

خلاصہ علامہ میں ہے۔ کان وحجبا فی اصحابنا قاسرہا فقیھا نحوہا لغویا سادۃ وکان حسن العمل کثیرا لعیادة والزهد وکان فاضلا متقدما مع دوا فی العلماء والفضلاء الا حبلۃ فی فی ہذہ العصابة۔

”ہمارے علمائے امامیہ میں ایک نمایاں شخص اور حافظ قرآن، فقیہ،

ابو عبد اللہ القرآن القرآن۔

"یعقوب احمد کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ میرے اوپر قرضہ بہت ہو گیا ہے اور انتہائی اٹھار میں مبتلا ہوں یہاں تک کہ قریب ہے قرآن میرے ذہن سے نکل جائے حضرت نے فرمایا خبردار قرآن کا خیال رکھنا۔"

اس روایت سے ثابت ہے کہ افکار کے ہجوم سے اتنی پریشانی تھی کہ معلوم ہوتا تھا قریب ہے قرآن ذہن سے اتر جائے ایسا نہ تھا کہ حقیقت قرآن حفظ کرنے کے بعد بھول گئے ہوں۔

بہر حال ان روایتوں سے ایک نہ ایک جزو زمانہ میں ان کے حافظ قرآن ہونے کا یقینی ثبوت ملتا ہے۔

(۲۲)

اسحق بن عمار

(۴۸)

یہ بھی امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں محسوب تھے۔ وسائل الشیعہ میں ہے

عن اسحق بن عمار عن ابی عبد اللہ قال قلت جعلت فداک انی احفظ القرآن علی ظہر قلبی فاقرأہ علی ظہر قلبی

تخص اور حافظ اشعار عرب تھے۔ فرزدق نے اسخی کے بارے میں کہا ہے  
 "يا لطف نفسي على عينيك من سرجل" "مجھے افسوس ہے کہ تمھارے  
 آنکھیں نہ ہوئیں"۔

ان کے بیٹے ابراہیم بن ابوالبلاد امام جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ کے  
 اصحاب میں سے اور حافظ قرآن تھے۔

علامہ حلی نے خلاصہ میں ان کے بیٹے یحییٰ کے تذکرہ میں لکھا ہے۔  
 "هو ابو جاحد القراء كان يتحقق باعرنا هذا۔"

"یہ اور ان کے والد دونوں حافظ قرآن اور غزالی شیعہ میں مسلم  
 حیثیت رکھتے تھے۔"

سجاشی نے لکھا ہے "كان ثقة قاسميا ادبيا۔" ردی عن  
 ابی عبد اللہ و ابی الحسن الرضا و عمر دھرا و کان للرضا  
 الیہ رسالۃ و اتنی علیہ۔"

• "یہ ثقہ حافظ قرآن اور ادیب تھے۔ امام جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ  
 سے روایت کرتے ہیں۔ اور طویل زمانہ تک زندہ رہے۔ امام رضاؑ کا اٹنے  
 نام ایک خط بھی ہے جس میں حضرت نے اُن کی بہت تعریف فرمائی ہے۔"

نحوی، لغوی، حافظ احادیث، پاکباز اور بڑے عابد و زاہد تھے۔ علم و فضل  
میں درجہ کمال پر فائز اور فرقہ شیعہ کے بڑے علماء و فضلاء میں محسوب  
ہوتے تھے۔

(۲۴)

## (۵۰) حُضین بن مُخارق ابوجنّادہ سلولی

فہرست ابن ندیم میں ان کے شیعہ کی تصریح ہے۔ لکھا ہے یہاں  
من الشيعة المتقدمين ولهم من الكتب كتاب التفسير كتاب  
جامع العلوم۔

”یہ فرقہ شیعہ کے ممتاز افراد میں سے تھے ان کے مصنفات میں کتاب تفسیر  
اور کتاب جامع العلوم ہے۔“  
بخاشی نے ان کے مصنفات میں کتاب القراءات کا ذکر کیا ہے جس سے  
معلوم ہوتا ہے کہ وہ حافظ قرآن بھی تھے۔

(۲۵)

## (۵۱) ابراہیم بن ابی البلاد

ابو البلاد کا نام یحییٰ بن سلیم اور بقولے ابن سلیمان تھا، وہ نابینا

ثقة هو وادب احدهم القراء وكان يتحقق باهرنا هذا۔  
 ”وہ اور اُن کے والد دونوں آدمی حافظ قرآن اور ہمارے مذہب میں  
 مسلم حیثیت رکھتے تھے۔“

(۲۸)

(۵۴) معاذ بن مسلم بن ابی سارہ کو فی

”نسمة السحرین شیع و شعر“ میں شعر ارسنیع کے ذیل میں ان کے  
 حالات درج کرتے ہوئے لکھا ہے۔

كان بعد من القراء عدايمة النخوع عاش زصانا طوبلا حتى  
 مات اولاده واولادهم وهو باق وكان من كبار الشيعة  
 ان كانا رعاظ قرآن اور اہمہ نخو میں سے تھا۔ مدت ہزار تک ان  
 رہے یہاں تک کہ اُن کے بیٹے اور پوتے سب آنکھوں کے سامنے فوت  
 ہوئے مگر وہ بچھڑ بھی جیتے رہے۔ اور وہ اکابر فرقہ شیعہ میں سے تھے۔  
 حافظ مال الدین یوعلیٰ نے ”بغیۃ الوعاة فی طبقات النحاة“ میں اُن کا  
 تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

كان معاذ من أئمة سنة سبع وثمانين ومائة ومثل

(۲۶)

## ابن داح

(۵۲)

علامہ حسین صدر نے متاسیس الشیعة الکرام لفنون الاسلام  
میں ان کے بارے میں لکھا ہے۔

الامام فی کل علوم العربیة المقری البصری مروی عنہ  
ابو عثمان المجاہظ فی کتبہ وقد حکى قصته المجاہظ فی کتاب  
الحيوان فی باب ذکر الذبان وقال کان ابن داحہ رافضیاً۔  
”تمام علوم ادب میں امام کا درجہ رکھتے تھے مقری یعنی حفظ قرآن  
میں استاد تھے۔ ابو عثمان مجاہظ نے اپنے کتب میں ان سے روایات  
نقل کئے ہیں۔“

نیز مجاہظ نے کتاب الحيوان میں باب ذکر ذبان میں ان کا ایک واقعہ  
درج کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابن داحہ رافضی تھے۔“

(۲۷)

## یحییٰ بن ابرہیم بن ابوالہلال

(۵۳)

علامہ حلی نے ”خلاصۃ المقال فی علم الرجال“ میں تحریر فرمایا ہے۔



# تیسری صدی ہجری

(۱)

(۵۵) ہشام بن محمد بن السائب الکلبی

مشہور مورخ اور عالم علم الساب، کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ ابن خلکان نے لکھا ہے۔

كان من الحفاظ المشاهير قال الذهبي حفظ القرآن في ثلثة ايام۔

”بڑے مشہور و معروف حافظہ والے شخص تھے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ انھوں نے تین روز میں قرآن حفظ کیا تھا۔“

یہ شیعہ تھے اور بڑے بڑے شیعہ۔ سماعی نے کتاب الانساب میں

ان کے والد محمد بن السائب کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ ابن ہشام

ذو نسب عال و فی التشیع قال۔ ”ان کے بیٹے ہشام علم نسب کے

ماہر تھے اور تشیع میں غلو کا درجہ رکھتے تھے۔“

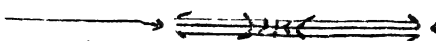
ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے۔

سنة تسعين ببغداد وفي تذكرة النعماني معاذ بن مسلم  
بن رجاء مولى العتقاء بن شوسر روى عن جعفر الصادق  
وله كتب في المخومات وقد عاش مائة وخمسين سنة و  
قال ابن التجار في تاريخ بغداد كان من اعيان النخاعة اخذ  
عنه ابو الحسن الكسائي وغيره وصنف كتباً في النجوم وروى  
الحديث عن جعفر الصادق وعطاء بن السائب.

” معاذ ثقیہ تھے۔ ان کا انتقال ۱۸۷ھ میں ہوا، بعض لوگوں نے  
کہا ہے کہ ۱۹۰ھ میں۔

تذکرہ نعمری میں لکھا ہے کہ معاذ بن مسلم روایت احادیث امام  
جعفر صادقؑ سے کرتے ہیں۔ علم نجوم میں ان کی کئی کتابیں بھی ہیں۔ ڈیڑھ سو  
برس کی عمر میں انتقال کیا۔

ابن نجار نے کتاب تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ یہ بڑے نجومیوں میں سے تھے  
ابو الحسن کسائی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں اور انھوں نے کئی  
کتابیں علم نجوم میں تصنیف کیں۔ حدیث کی روایت امام جعفر صادقؑ  
اور عطاء بن سائب سے کی۔“



(۲۱)

## یحییٰ بن حسین ذوالدعہ

(۵۶)

ابو الحسن کنیت زید شہید کے بلا واسطہ پوتے تھے۔ ابن عنبہ نے ان کی  
منسل کے ایک شخص ابو المکارم محمد بن یحییٰ کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ جہاں  
یحفظ القرآن وکذا اباءہ الی امیر المؤمنین علی بن ابیطالب۔  
”یہ حافظ قرآن تھے اور اسی طرح ان کے تمام آباؤ اجداد امیر المؤمنین  
تک سب حافظ قرآن تھے“

ان کے والد حسین ذوالدعہ کے تذکرہ میں بھی یہ عبارت درج کتابی  
۲۰۷۱ھ یا ۲۰۷۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۲۲)

## حسن زہد ابن یحییٰ ابن حسین ذوالدعہ

(۵۷)

زہد و تقویٰ کی بنا پر ”زہد“ کہے جاتے تھے اور مثل جزو اسم ہو گیا تھا۔  
حافظ قرآن تھے۔ عمدۃ الطاہر کی عبارت ابھی ہدیہ ناظرین ہوئی۔

قال ابن عساکر رافضی لبس ثبقة مد ابن عساکر کا قول ہے  
 کہ یہ شخص رافضی تھا، اسکا اعتبار نہیں ہے۔  
 ہمارے علماء نے بھی اُن کے تشیع کی تصدیق کی ہے۔ علامہ علی  
 خلاصہ میں لکھتے ہیں۔

کان مختصاً بمنزہنا قال اعتلت علة عظيمة نسبت  
 فیما علی فجلست الی حعفر بن محمد فسقانی العلم فی  
 کاس فغاد الی علی وکان ابو عبد الله یقر به ویلینہ ویسطہ  
 ”یہ ہمارے مذہب سے خصوصیت رکھتے تھے۔ اُن کا بیان ہے

کہ میں بہت سخت بیمار ہوا جس سے تمام میرا علم میرے ذہن سے  
 نکل گیا۔ اس کے بعد میں امام جعفر صادقؑ کے پاس بیٹھا تو حضرت نے علم  
 گویا مجھے گھول کے ایک کاسہ میں پلا دیا جس سے مجھے دوبارہ علم  
 حاصل ہو گیا۔ امام جعفر صادقؑ اُن کا بہت خیال فرماتے تھے اور  
 ان کو اپنے پاس بٹھاتے اور ان کی عزت بڑھاتے تھے۔“

علامہ سید حسن صدر دام ظلہ الشیعہ وفنون الاسلام میں لکھتے  
 ہیں۔ کان من اصحاب الامام الباقرؑ۔ ”یہ امام محمد باقرؑ کے  
 اصحاب میں سے تھے۔“

ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی ہے۔

وہن اسحق بن محمد المیسی عن نافع وعن معلى بن منصور  
عن ابی بکر بن عاصم روى عنه القراءة محمد بن احمد بن واصل  
وهو من اجل اصحابه واثبتهم له۔

ابن سعدان نے مکہ اور مدینہ اور شام اور کوفہ اور بصرہ تمام جگہ کے  
لوگوں سے قراتوں کا علم حاصل کیا اور پھر خود ان اخلافت میں غور کیا۔  
اور رائے قائم کی۔ وہ عربی زبان کے علوم کے خوب ماہر تھے۔ دانی نے  
طبقات القراء و حفاظ قرآن میں لکھا ہے کہ انھوں نے قرات کا علم حاصل  
کیا۔ سلیم بن عیسیٰ کے واسطے سے حمزہ سے اور یحییٰ بن مبارک یزیدی کے  
واسطے سے ابو عمر سے اور اسحق بن محمد عیسیٰ کے واسطے سے نافع سے اور علی  
بن منصور کے واسطے سے ابوبکر بن عاصم سے اور خود ان سے قرات کو نقل  
کیا محمد بن احمد بن واصل نے اور وہ ان کے شاگردوں میں سب سے بڑا درجہ  
رکھتے تھے۔<sup>(۱)</sup>

علامہ حسین صدر نے "الشیعہ و فنون الاسلام" میں لکھا ہے۔  
هو امام کامل مؤلف المجامع والمشجرات غیدہ مالہ اختصاراً  
فی القراءة موافق للشعور صنف فی العربیة والقراءات۔  
وہ کامل الفن استاد اور جامع و شجر وغیرہ کے مصنف تھے قرات

(۴)

## (۵) ابو جعفر محمد بن سعدان بن مبارک الکوفی

حافظ قرآن، نابینا مگر بڑے با بصیرت تھے۔ ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں ان کو مشیخہ حفاظ قرآن میں لکھا ہے اور کہا ہے۔ کان معللاً للعادة واحد القراء بقراءة حمزة ثم اختار لنفسه بعد ادی الولد کوفی المذہب۔

”یہ عام تعلیم دیتے تھے اور حافظ قرآن تھے بشروع شروع حمزہ کی قرات سے پڑھا کرتے تھے۔ بعد میں خود اپنے لئے ایک قرات اختیار کر لی تھی۔ اُن کی ولادت بغداد میں تھی مگر مذہب کوفہ والوں کا ساتھ تھا۔“  
(دوسری صدی ہجری میں کوفہ کے لوگ شیعہ میں مشہور ہو گئے تھے۔ اس لئے جو شخص شیعہ مذہب ہوتا تھا اسے کوفہ کی طرف نسبت دیتے تھے۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں۔

(خذ ابن سعدان القراءات عن اهل مكة والمدینة والشام والکوفة والبصرة ونظر فی الاختلاف وكان ذا علم بالعربیة قال الدانی فی طبقات القراء اخذ القراءۃ عن صناع عن سلیم بن عسیٰ عن حمزة وعن مجیب بن المبارک الذی یزیدی عن ابی عمر

ابو غالب زراری نے اپنے رسالہ میں جو مسلح کے حالات میں ہے تحریر کیا ہے  
 حدیثی ام ابی فاطمہ بنت جعفر بن محمد بن الحسن القسری  
 البزاز مولیٰ ابی مخزوم وقد مرّوا بمحمد بن الحسن الحدیث  
 وكان احدا حفظ القرآن وقد نقلنا عنه قراءة وكتبه منقولاً  
 «میری دادی فاطمہ صاحبزادی تھیں جعفر بن محمد بن حسن قرشی بزاز کی  
 محمد بن حسن روایت حدیث میں سے اور حافظ قرآن تھے۔ ہم تک ان کی  
 قرارت نقل ہو کر پہنچی ہے اور انھیں فن قرارت میں بڑا درجہ حاصل تھا»

(۷)

## حسین بن محمد بن الحسن الزاہد

(۷۱)

زید شہید کی نسل سے ہیں اور ابن عابد نے ان کے پوتے ابو النکاح  
 محمد بن یحییٰ ابن حمزہ بن محمد بن حسین بن محمد بن الحسن الزاہد کے حال میں  
 لکھا ہے کہ کان یحفظ القرآن وکذا ایاہ وھ الی امیر المومنین علی بن  
 ابیطالب۔

«یہ خود حافظ قرآن تھے اور ان کے آباؤ اجداد بھی امیر المومنین  
 علی بن ابیطالب تک سب حافظ قرآن تھے»

قرآن میں اُن کا خاص مختار ہے جو مشہور کے مطابق ہے۔ انہوں نے  
علم عربیت اور قرأت میں تصانیف بھی لکھے ہیں؟  
اُن کی ولادت ۱۶۱ھ میں اور وفات بروز عید الاضحیٰ ۲۳۱ھ میں  
واقع ہوئی۔

(۵)

## محمد بن حسن الزاہد

(۵۹)

ان کے باپ، دادا اور پردادا اور اُن کے باپ زید الشہید کا تذکرہ  
اس کتاب میں آچکا ہے۔ عمدۃ الطالب میں ان کی نسل کے ایک شخص  
ابو المکارم محمد بن یحییٰ کے حال میں لکھا ہے کہ یہ خود بھی حافظ قرآن تھے اور  
ان کے آباؤ اجداد زید شہید تک سب حافظ قرآن ہوتے چلے آئے تھے۔  
یہ بہت بڑی فضیلت ہے جو اس سلسلہ سے مخصوص تھی۔  
اس عبارت کے الفاظ سابق میں درج ہو چکے ہیں۔

(۶)

## محمد بن قسری بن زاذ

(۶۰)

ابو غالب زرارہ مشہور استاد فن حدیث کے اجداد میں سے تھے۔



ابن عنبہ کی عبارت جو ان کے پوتے ابوالمکارم محمد بن یحییٰ بن حمزہ کے حالات میں لکھی ہے ان کے حفظ قرآن کی سند ہے۔

(۱۱)

## یحییٰ بن ابی طالب حمزہ

(۶۵)

ابوالمکارم محمد بن یحییٰ کے والدین جن کے تذکرہ میں ابن عنبہ کی تصریح ہے کہ ان کے تمام آباؤ اجداد حافظ قرآن تھے۔ اس کا تذکرہ ابھی کئی مرتبہ تذکرہ ناظرین ہوا۔

(۱۲)

## ابوالمکارم محمد بن یحییٰ الزیدی الحسینی

(۶۶)

ان کے آباؤ اجداد کا زید الشہید ابن الامام علی بن الحسین علیہما السلام تک برابر اس کتاب میں تذکرہ درج ہو چکا ہے۔ ابن عنبہ نے کتاب عمدۃ الطالب میں ان کے حالات میں لکھا ہے۔

”کان یحفظ القرآن وکذا آباؤہ الی امیر المومنین علی بن ابیطالب  
”یہ خود بھی حافظ قرآن تھے اور ان کے آباؤ اجداد بھی امیر المومنین  
علی بن ابیطالب تک برابر حافظ قرآن ہوتے چلے آتے تھے۔“

(۸)

## علی بن محمد بن زید حسینی

(۶۲)

زید شہید کی اولاد میں یحییٰ بن الحسن ذی الدرعہ کی نسل سے تھے  
ابن عبثہ نے عمدۃ الطالب فی نسب آل اربطال میں ان کا تذکرہ  
کیا ہے اور ان الفاظ میں ان کی مدح کی ہے۔

الشیخ الحسن حافظ القرآن شمس رسیدہ بزرگ، حافظ قرآن

(۹)

## محمد بن حسین بن محمد بن الحسن الزہید

(۶۳)

ان کے والد بزرگوار کا تذکرہ ابھی ابھی ہو چکا ہے اور ابن عبثہ  
کی عبارت جس سے ان کے بھی حفظ قرآن کا پتہ چلتا ہے نیز ابھی تذکرہ نقل میں  
ہو چکی ہے۔

(۱۰)

## ابو طالب حمزہ ابن محمد بن حسین بن محمد بن الحسن الزہید

(۶۴)

نقیب الاشرافؑ اور زید شہید کی اولاد میں بڑے محترم و معزز تھے۔

رکھتے تھے۔ ادبی کتابیں مختلف ادباء سے پڑھیں اور اشعار عرب میں بھی کافی اطلاع حاصل کی۔

آخر عمر میں فلج میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اُن کا قیام بغداد کے مغربی جانب محلہ دار العطن میں تھا۔ وہ حافظ قرآن تھے اور مختلف قراءتوں سے وقت اور مذہب شیعہ امامیہ کے پیرو تھے جس کا وہ باعلان اظہار کرتے تھے۔  
آقا شیخ علی کا شف الفطائر نے "صوبون مینعہ فی طبقات الشیعہ" میں اسے درج کیا ہے۔

۳۹۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲)

## ابن خالویہ ہمدانی

(۶۸)

”ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن خالویہ بن حمدان“ نام تھا اور علمائے ادب میں بلند پایہ رکھتے تھے۔  
حافظ جلال الدین سیوطی نے ”نہیۃ الوعاة فی طبقات النحاة“ میں اُن کے حالات درج کئے ہیں اور لکھا ہے۔

هو امام اللغة والعربیة وغیرهما من العلوم الادبیة

# چوتھی صدی ہجری

(۱۱)

(۶۷) ابوالحسن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن یاقوت القطان البغدادی

یا قوت حموی مشہور مورخ ان کے حالات میں رقمطراز ہے۔

احمد الشیوخ الفضلاء المقدّمین سمع الحدیث ورواہ  
وکان ثقة جید العرفۃ بالعلوم وسمع کثیرا من کتب الادب  
عن بشر بن صومی الاسدی ومحمد بن یونس الکدحی و  
ابی العیناء و ثعلبی والمتود وغیرہم ولقی الشکر ابا سعید  
وسمع علیہ اشعار الصّوف من صنعه وسمعہ من الخالع ابو  
عبد اللہ الشاعر و فلیح فی آخر عمره وکان یقول بدرا لقطن من  
غربی حار السلام بعد اذ قال الخالع وکانت بضاعة ابی سهل  
جیدۃ فی العلم تکان یحفظ القرآن ویرث القراءات ویرویھا  
ویطلع علی قطرة من اللّغة ویرث النحر و یحفظ الشعر و یقولہ  
وکان یشیع علی مذهب الامامیۃ و یتظاهر بہ۔

”وہ بڑے عالم فاضل، محدث تھے اور تمام علوم و فنون میں مہارت

یا فہمی نے مرآۃ الجنان میں لکھا ہے۔

لہذا ایضاً کتاب لطیف سماء کتاب الال و ذکر فی اولہ تفصیل  
معانی الال فقہ ذکر فیہ الاثنیۃ الاثنی عشر من آل محمد علیہم  
السلام و تاریخ موالیدہم و وفیاتہم و ابائہم و امہاتہم۔  
”اُن کی ایک پر لطف کتاب ”کتاب الال“ ہے جس کے شروع میں  
انہوں نے آل کے معنی خوب تفصیل سے لکھے ہیں۔ اور اُس کے بعد بارہ  
اماموں کا جو آل محمد میں سے تھے تذکرہ کیا ہے۔ اور اُن کے تاریخ ولادت  
وفات آباؤ اُمّات کا ذکر کیا ہے۔“

سیوطی نے بے شک اُن کے متعلق لکھا ہے کہ وہ شافعی مذہب کا تھے  
تھے لیکن بڑے وسیع النظر، باخبر، ماہرِ جال، ملا عبد اللہ آفندی مصنف  
”ریاض العلماء“ نے اس غلط فہمی کو دور کر دیا ہے، وہ لکھتے ہیں۔

ابن خالویہ یطلق علی جماعۃ منہم الشیخ ابو عبد اللہ الحسن  
المعنی الشافعی یروی عن الشافعی بواسطتین وهو صاحب  
کتاب الطارقۃ و یطلق علی ابی عبد اللہ الحسین بن احمد  
بن خالویہ الجہذانی الخوی الشیعی الامامی الساکن بجلب من  
علماء الامامیۃ والمعاصر للصاحب بن عباد و نظر لہ وقد  
یطلق علی الشیخ ابی الحسن علی بن محمد بن یوسف بن

دخل بعد اذ طالب العلم سنة اربع عشرة وثلاثمائة وخرأ  
القران على ابن مجاهد والنحو والادب على ابن دريد ونفطويه  
والجی بکر ابن الانباری والبی عمراً لزاہد۔

”وہ علم لغت اور نحو اور دیگر علوم ادب میں امام کا درجہ رکھتے تھے۔  
۴۴ اسلحہ میں تحصیل علم کے لئے بغداد آئے اور ابن مجاہد سے قرآن حفظ  
کیا اور ابن درید اور نفطویہ اور ابوبکر ابن انباری اور ابو عمرو زاہد سے  
نحو و ادب کی تحصیل کی۔“

ابو عمرو دانی نے ”طبقات القراء“ یعنی تذکرہ حفاظ میں بھی ان کا  
تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔ عالمی العربیۃ حافظ للغة بصیدا لقراء  
فہم مشہور۔

”علم نحو کے عالم۔ اہل لغت کے حافظ اور حفظ قرآن میں بڑے باخبر اور  
مستند، مشہور و معروف تھے۔“

ہمارے علماء میں سے ابو العباس نجاشی نے کتاب فرست مصنفین شیعہ  
میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے مصنفات میں ”کتاب الال“ کو درج کر کے  
لکھا ہے۔ ذکر فیہ الامامۃ امیر المؤمنین والاھد عشر من اولادہ  
”اس میں انھوں نے امیر المؤمنین اور آپ کے بعد کے گیارہ اماموں  
کی امامت کا تذکرہ کیا ہے۔“

# پانچویں صدی ہجری

(۱)

## شیخ عبدالسلام بصری

(۶۹)

کتاب "نجات ثانیہ" مضافہ سید محمد باقر حسینی خلیلی میں جس کا تعلق نسخہ  
مشہد مقدس امام رضا علیہ السلام کے کتب خانہ میں محفوظ ہے لکھا ہے -

کان صدوقا عالما فاضلا عارفا سمحا مستحیا امامی المذہب  
قاری القرآن توفی سنۃ خمس واربعمائة ودفن فی مقبرة  
المشویلیزۃ عند قبر ابی علی الناصری -

"وہ بڑے صادق اللہجہ عالم فاضل با معرفت فیاض -  
نسیا دل اور امامی مذہب حافظ قرآن تھے مسئلہ میں انتقال  
کیا اور قبرستان "شونیزیہ" میں ابو علی فارسی کی قبر کے پاس مدفون ہے

(۲)

## سید رضی مسوی (جامع منہج البلاغہ)

(۷۰)

سید مرتضیٰ علم الہدی کے چھوٹے بھائی، سلسلہ نسب میں اتنے

مہجور فارسی المعروف بابن خالویہ الشیعی الامامی ایضاً۔  
 ”ابن خالویہ کی لفظ کا اطلاق کئی آدمیوں پر ہوتا ہے۔ ایک شیخ  
 ابو عبد اللہ حسن ہیں جو سنی المذہب شافعی تھے۔ اور امام شافعی سے  
 دو شخصوں کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں اور کتاب الطارقہ کے مصنف  
 ہیں۔ دوسرے ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن خالویہ ہمدانی نحوی جو شیعہ امامی  
 حلب میں ساکن تھے۔ وہ منہرۃ امامیہ کے علمائے میں سے اور صاحب بن  
 عباد وغیرہ کے معاصر ہیں تیسرے شیخ ابو الحسن علی بن محمد بن یوسف بن  
 مہجور فارسی مشہور بابن خالویہ یہ بھی شیعہ امامی ہیں۔“  
 معلوم ہوتا ہے کہ سیوطی وغیرہ کا قول اسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔  
 علامہ حیدر صدر نے ”الشیعہ وفنون الاسلام“ میں لکھا ہے  
 قد رض الشیوخ علی الشیعہ۔ ”مشائخ فن رجال نے ان کے  
 شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے۔“  
 ابن خالویہ نے ۳۳۰ھ میں انتقال کیا۔



قبولھا وقال لما قبل من ابی قط شئیا فقال انّ حقّ علیک  
اعظم من حقّ ابیک علیک لانی حفظت کلام اللہ قبلھا۔

”سید رضی نے قرآن انہی سے حفظ کیا تھا۔ اُس زمانہ میں اُن کا  
سن نوجوانی کے حدود میں تھا۔ ایک دن اُن کے اُستاد نے اُن سے  
کہا کہ تمہارا قیام کہاں ہے۔ سید رضی نے کہا، کہ اپنے والد ہی کے  
گھر میں رہتا ہوں۔ اُستاد نے کہا کہ تمہارے ایسے شخص کو اپنے  
ذاتی مکان میں رہنا چاہئے۔ میں تم کو اپنا مکان دیے دیتا ہوں۔  
جو محلہ کرخ میں ہے۔ سید رضی نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے کبھی اپنے  
والد تک کا کوئی عطیہ قبول نہیں کیا ہے۔ اُستاد نے کہا کہ یہ حق تم پر  
تمہارے والد سے زیادہ ہے اس لئے کہ میں نے تم کو کلام الہی یاد کرایا  
ہے۔ یہ شکر انھوں نے قبول کر لیا۔“

نقۃ الاسلام میرزا حسین نوری نے مستدرک الوسائل میں اس کا  
تذکرہ کیا ہے۔

لیکن نقالی نے ینتیر العصر میں لکھا ہے۔

كان الرضی قد حفظ القرآن بعد ان جاء والثلثین

ستة فی مئة سیارة۔

بلند کہ امام محصوم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام صرف پنج تن کا فاصلہ رکھتے ہیں۔  
 ابو الحسن کنیت محمد نام شریف رضی ذوالکسین لقب۔ اُن کے والد  
 نقیب الاشراف ابو احمد حسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن  
 امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام۔ اپنے زمانہ کے ایک اہم اور رفیع المرتبت  
 شخص تھے جن کو "نقابت اشراف" کا منصب حاصل تھا۔

سلسلہ بنی ہاشم کے نام مقدمات کا فیصلہ اور حج کے موقع پر سالاری  
 قافلہ بھی اُن ہی سے مخصوص تھی۔

اُن کے دروڑوں بیٹے سید مرتضیٰ اور سید رضی آسمان علم کے دو آفتاب  
 تھے جن کا مثل آسمان کی لاکھوں گردشوں میں پیدا ہونا بھی محال ہے۔  
 سید رضی جو چھوٹے بھائی تھے ذہن و ذکاوت۔ ابائے نفس اور  
 شہامت طبع میں اپنی آپ مثال تھے۔

شیخ ابو الفرج ابن جوزی نے اپنی تاریخ میں شیخ ابو اسحق ابراہیم  
 بن احمد بن محمد طبری فقیہ الکی کے حالات میں لکھا ہے۔

قرأ عليه الشريف الرضي القرآن وهو شاب حدث  
 فقال يوما من الايام للشريف اين مقامك فقال في  
 داراني مباب محول فقال مثلك لا يقيم بد اسلاميه قد نخلت  
 دارمي بالكخ المعروف بد امر البركة فامتنع الرضي من

## ۱۱) ابوالحسن ابرہام بن سعد بن طیب فاعی

حافظ جلال الدین سیوطی کی کتاب "بغیۃ الوعاة فی طبقات النحاة" (۱)  
میں اُن کا تذکرہ ہے جس سے اُن کے حفظ قرآن اور تشیع و درویش پر روشنی  
پڑتی ہے۔  
اُس میں لکھا ہے۔

• کان ضریفا قدم واسط فتلقن القرآن من عبد الغفار  
الحصینی ثم اتی الی بغداد فصحب السیرانی وقرأ علیہ شرحہ  
علی الکتاب وسمع منه کتب اللغة والدین وعاد الی  
واسط فجلس بالجامع صدرا یقرئ الناس ثم نزل الزیدتہ  
وهناک تكون السرافضة والعلویون فنسب الی مذہبهم  
ومقبہ وجفاه الناس ومات سنہ احدى عشرة واربعمائة  
ولم ینحج مع جنازہ الاہل جلالان مع غروب الشمس واما  
ابوالفتح ابن مختار النخوی وابوغالب بن بشران قال  
ابوالفتح وما صدقنا ان نسلم خوف ان تقتل والعجب

”سید رضی نے تیس برس کی عمر سے زیادہ ہو چکنے کے بعد قرآن حفظ کیا تھا بہت بخور و برکت میں۔“

ابن عنبہ نے ”عمدة الطالب“ لکھایا ہے۔

كان قد حفظ القرآن على الكبر فوهب له معلمه الذي علمه القرآن دالاً يسكنها فاعتذر إليه وقال اننا لا قبل تربي فليكن قبل برك فقال له ان حقت عليك اعظم من حقك ابيك وتوسل إليه فقبل منه۔

”اُصْحَوں نے زیادہ سن میں قرآن حفظ کیا تھا تو اُن کے معلم نے کہ جس سے اُصْحَوں نے قرآن یاد کیا تھا، اُصْحَوں ایک مکان دینا چاہا جس میں وہ سکونت اختیار کریں۔ اُصْحَوں نے غلہ کیا اور کہا کہ میں اپنے والد کا کوئی احسان قبول نہیں کرتا تو آپ کا احسان کیونکر قبول کروں معلم نے کہا کہ میرا حق تم پر تمہارے والد کے حق سے زیادہ ہے۔ اس کے بعد مختلف واسطے قرار دئے تب اُصْحَوں نے منظور کر لیا۔ سید رضیؒ کی ولادت ۱۲۵۹ھ میں اور وفات ۱۳۱۸ھ میں ہوئی اُن کی عمر صرف ستیا لیس برس کی تھی۔

مسلمانوں کے ایک طبقہ کی یہ تنگ نظری و عدم رواداری بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔

(۴)

(۷۲) شیخ نجیب الدین ابوبٹایہ بن علی بن محمد استرابادی

فہرست منجبالدین میں اُن کو ”مقری“ کی صفت سے یاد کیا ہے اور لکھا ہے کہ عالم متبحر حافظ لہ کتاب الاخادۃ، کتاب القراءۃ۔

”وہ متبحر عالم اور حافظ تھے۔ اُن کے مصنفات میں سے کتاباؤں اور کتاب قراءت قرآن ہے۔“

”مقری“ اور ”حافظ“ اور مصنف کتاب قراءت ہونے سے اُن کے حفظ قرآن پر صاف روشنی پڑتی ہے۔

(۵)

ابن بخارکوفی

(۷۳)

ابو الحسین محمد بن جعفر بن محمد بن ہرون بن فوقہ قسیمی، یہ علامہ ابوالعباس سجستانی مشہور مصنف کتاب رجال کے استاد ہیں۔ علامہ حیدر بن محمد

ان هذا الرجل مع ما هو عليه من الفضل كانت  
 هذه حاله ومات بعد وفاته بيوم رجل من حشوا العا  
 فاعلق البلد لاجله ولم يوصل الى جنازته من كثرة الزحام  
 ”وہ نابینا تھے۔ واسط میں آکر عبدالغفار حسینی سے قرآن کی تعلیم  
 حاصل کی۔ پھر بغداد آکر سیرانی کی صحبت میں داخل ہوئے اور اکثر کتب  
 کا درس حاصل کیا۔ پھر واسط واپس گئے اور مسجد جامع میں ٹیچر لوگوں  
 کو قرآن حفظ کرانے لگے۔ اس کے بعد ان کا مقام ”زیدیہ“ میں قیام ہوا  
 وہاں رافضی اور علوی لوگ بکثرت رہتے تھے اس لئے وہ بھی انہی کے  
 مذہب سے وابستہ ہو گئے۔ اور لوگ ان کو بہت بُری نظر سے دیکھنے  
 لگے اور ان سے کنارہ کشی کر لی۔ لہٰذا وہیں انتقال کیا اور ان کے  
 جنازہ کے ساتھ صرف دو آدمی غروب آفتاب کے وقت باہر نکلے۔  
 ایک ابو الفتح ابن مختار نحوی اور دوسرے ابو غالب بن بشران۔  
 ابو الفتح کا بیان ہے کہ ہمیں یقین نہیں تھا کہ ہماری جان محفوظ رہے گی  
 اور ہم قتل نہیں کر ڈالے جائیں گے۔ تعجب ہے کہ ایسے فاضل شخص  
 کے ساتھ لوگوں کا سلوک اس طرح ہو، اور ایک بالکل جاہل آدمی  
 عوام میں سے دوسرے ہی دن مر گیا تو شہر کے بازار بند ہو گئے اور  
 ارڈھام کے سبب سے جنازہ تک پہنچنا ممکن نہ تھا۔“

عظیم القدر فقہ قاسم خوی سراویدہؒ وہ ہمارے علماء میں سے  
 کہ جو کوفہ میں مقیم تھے بڑے جلیل المرتب اور عظیم المنزلت، فقہ حافظ قرآن  
 لغوی، راوی اشعار تھے؛

اُن کی وفات کی تاریخ صحیح طور سے معلوم نہیں ہوئی۔

(۷)

(۷۵) ابوطاہر محمد بن علی بن جاک تمی

فخر صمد علامہؒ ہے۔ ثقہ قلیل الحدیث ذکر ذلک  
 ابوالعباس من اجل القرآن فاضل۔

”وہ معتبر شخص تھے مگر بہت کم احادیث کے راوی ہیں۔ ابوالعباس  
 سخاوشی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ حافظ قرآن میں سے فاضل شخص تھے۔

(۸)

(۷۶) شیخ عبد الجبار بن عبد اللہ رازی

طہران موجودہ دار السلطنت ایران کے بلند پایہ عالم اور مدرس تھے  
 شیخ طوسیؒ سے تلمذ رکھتے تھے بجا کے باب الاعجاز میں اکثر الفاظ سے  
 ان کے حافظ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ ابو علی حسن بن حسین بن جاک بھی

دام ظلہ فرماتے ہیں۔

هو غير ابن النجار السني محب الدين محمد بن محمود  
بن الحسن بن النجار صاحب كتابي التحصيل والذيل على  
تاريخ بغداد۔

”یہ اُن ابن نجار کے علاوہ ہیں جو سنی المذہب تھے جن کا نام محب الدین  
محمد بن محمود بن حسن بنجار تھا اور جو کتاب ”تحصیل و ذیل علی تاریخ بغداد“  
کے مصنف ہیں؟

یا قوت نے لکھا ہے کہ اُن کی ولادت کوفہ میں ۳۰۳ھ اور بقول ۳۱۴ھ  
میں ہوئی اور بغداد اگر ابن درید اور نبطیہ سے احادیث کی تعلیم لی۔ و  
كان ثقة من مجتهدی القرآن۔ ”وہ بہت مستند حافظ قرآن تھے“  
کشف الظنون کی روایت کے مطابق ۳۲۰ھ اور سیوطی کی روایت  
کے موافق ۳۲۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۶۱)

محمد بن مسلم بن ابرہیم بن جعفر شکر می (۷۴)

علامہ حلی خلاصہ میں تحریر فرماتے ہیں حلیل من اصحابنا الکوفین

(۱) الشیخ و نزل الاسلام ۱۳۲۷



# چھٹی صدی ہجری

(۱)

## بارع بن عباس نخوی

(۷۸)

علامہ سید حسن صدر نے "تاسیس الشیخۃ الکرام لعنوں الاسلام" میں ان کے حالات تفصیل سے درج کئے ہیں۔

علامہ مجلسی نے اجازات سجا میں شیخ محمد بن علی حبیبی عالمی کی تحریر سے اُن کا سلسلہ نسب تحریر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وزیر کے خاندان سے تھے اور اُن کا اصلی نام حسین بن محمد بن عبد الوہاب بن احمد بن محمد بن حسن بن عبد اللہ بن سلیمان بن وہب تھا۔ وہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ حافظ قرآن تھے اور علم قرأت میں تصانیف بھی لکھے ہیں۔ اُنھوں نے ابو علی بن بشار سے حفظ قرآن کیا تھا۔ اور اُن سے قاضی ابویعلیٰ وغیرہ نے حفظ قرآن کیا۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے "بغیۃ الوعاة فی طبقات النحاة" میں اُن کا تذکرہ کیا ہے اور اُن کے حفظ قرآن کی تصدیق کی ہے۔

کے سلسلہ روایت میں لکھا ہے کہ اسخوں نے نہایت شیخ طوسی کی تعلیم شیخ  
 ابو عبد اللہ حسین بن ابی سہل زنیو آبادی سے پائی اور اسخوں نے شیخ  
 رشید الدین علی بن زبیر کفئی اور سید ابو ہاشم مجتبیٰ بن حمزہ حسینی سے -  
 دھما سمعہ علی المفید عبد الجبار بن عبد اللہ القادی لواتی  
 "ان دونوں آدمیوں نے اس کتاب کو شیخ مفید عبد الجبار بن عبد اللہ  
 سے پڑھا جو حافظ قرآن رے کے رہنے والے تھے۔" دوسرے بعض مقامات  
 پر ان کے نام کے ساتھ "مقری" کی لفظ لکھی گئی ہے جس کے معنی "علم قرآن"  
 کے قرار پاتے ہیں۔

(۹)

## ۱۷۷ ابو علی حسن بن حسین بن جاکلی

اجازات بجا میں ہے۔ الشیخ العقیق الزاہد قادی  
 تہ علیہ کتاب تحفۃ الطوسی السید ابو المکارم ابن  
 زہرۃ الحسینی۔ "متقی و پرہیزگار، حافظ قرآن بزرگ تھے۔  
 سید ابو المکارم ابن زہرہ نے نہایت شیخ طوسی کا درس انہی سے  
 حاصل کیا تھا۔"

ذی القعدة سنة اربع وعشرين وخمسة و كان اسم ولد  
السمرة يحفظ القرآن ويكتب خطا ضيقا۔

”مقریزی نے خط میں لکھا ہے کہ یہ روز سہ شنبہ ۱۳ محرم ۱۲۹۰ء  
کو متولد ہوئے اور پانچ سال ایک مہینہ چند روز کی عمر میں ان کے  
والد کا انتقال ہوا تو رسم تاج پوشی ادا ہوئی۔ افضل ابن امیر الجوش  
نے بلا کر بجیت کی رسم ادا کی اور باپ کی جگہ پر بٹھایا اور آمر با حکام اللہ  
کا لقب قرار دیا۔ ۴۰ از ذی القعدة ۱۲۹۰ء کو قتل کئے گئے۔ یہ گندی  
رنگ کے شخص، حافظ قرآن تھے، اور کچھ کچھ لکھنا بھی جانتے تھے۔

(۳)

## (۸) امیر زید ابن امیر عبداللہ زرنجی

اکثر سادات امر وہمہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ سلسلہ نسب پانچ واسطوں  
سے موسیٰ البرقع ابن امام محمد تقی تک پہنچتا ہے۔ مشہور قصبہ زید پور کا  
نام انہی کے جائے ولادت ہونے کی یاد گار ہے۔  
سید اکبر حسین صاحب امر وہوی کی کتاب تاریخ زید یہ میں ان کے  
تذکرہ میں لکھا ہے کہ: ”درسہ اشین و ستین و اربعائے متولد شد۔  
بموجب امر قاضی نامش زید ہناد و نام جائے سمور زید پور گذشت۔“

اُن کی ولادت ۳۳۳ھ میں مِصْر میں ہوئی اور شبِ سہ شنبہ ۱۷ جمادی الثانیہ ۳۳۳ھ کو انتقال کیا۔

(۲۱)

## خلیفہ آمر باحکام اللہ

مصر کے پہلی سلاطین بنی فاطمہ جنہوں نے خلافت بنی عباس کے دور میں ایک مستقل سلطنت کی تشکیل کر کے خلافت کے رسمی طریقہ کے تحت میں بہت سے اصول شیعہ اور احکام مذہب حق کے اجراء میں کامیاب ہو گئے۔  
 حاصل کی تھی اسنی میں سے دسویں بادشاہ آمر باحکام اللہ تھے جن کا نام و نسب ابو علی منصور ابن ستعلی باللہ ابو القاسم احمد العلوی الفاطمی ہے۔  
 "نسب السحر فبین شیعہ و شعریں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ  
 قال المقرئ فی المخطوطة ولد یوم الثلاثاء ثالث عشر المحرم  
 سنة تسعين واربعمائة وبيع بالخلافة یوم مات ابوه و  
 هو طفل له من العمر خمس سنین وشهر وایام یوم الثلاثاء  
 سابع عشر صفر سنة خمس وتسعين واربعمائة احضه  
 الافضل ابن امیر الجیوش وباع له ونصبه مکان ابیه  
 ونعتہ بالامیر باحکام اللہ وقد قتل یوم الثلاثاء رابع عشر

(۵)

## ابو الحسن احمد بن منیر عالمی طرابلسی شامی

”مہذب الدین عین الزمان“ کے لقب سے لقب۔ بڑے درجہ کے شاعر اور کامل ادیب تھے ”اے الام فی احوال علماء جبل عامل“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ

حفظ القرآن و تعلم اللغة و الادب و قال الشعر و قدم دمشق فسكنها و كان رافضيا كثير الحجاج -

”قرآن حفظ کیا اور لغت و ادب کی تعلیم حاصل کی اور شعر کہنا شروع کیا اور دمشق میں آکر مستقل قیام اختیار کیا اور یہ شخص رافضی تھا۔ سچو بہت نظم کرتا تھا۔

اسکے بعد محمد بن نضر خالیدی کے حالات میں لکھا ہے کہ

كان هو و ابن منير شاعري الشام في ذلك العصر كان ابن منير ينسب الى التامل على الصحابة ويميل الى التشيع فكتب اليه يعني الخالدي وقد بلغهم انه هجاء

ابن منير هجوت مني حبروا افاد الوصري صوابه ولم يصدق بذلك صدائي فان لي اسوة الصحابة

جون امیر زید چار سالہ و چار ماہ و چار روزہ شدہ پیش استاد فرستادہ  
در مکتب نشانہ در عمر ۹ سالگی حافظ کلام ربانی گشتہ  
۱۶ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ کو انتقال کیا۔

(۴)

## (۸۱) حکیم ناصر خسرو علمی

حکمت و فلسفہ کے ماہر اور استاد کامل، شیخ الرئیس بوعلی سینا  
کے معاصر، بڑے جامع علوم و فنون شخص تھے۔ سات واسطوں سے  
امام رضاؑ کی اولاد میں تھے مختلف مالک کی سیر و سیاحت میں ایک  
”سیاحت نامہ“ لکھا تھا جو طہران میں شائع ہوا ہے کتب خانہ مشہد امام رضاؑ  
کی فرست میں جو تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب ”سیاحت نامہ“  
کے ذیل میں مصنف کے حالات لکھتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ”در ۳۹۵  
متولد و بانڈک و قتی حافظ قرآن و احادیث و مقدمات ادبیہ و شعر یہ  
گردیدہ پس از آن بدریس توراۃ و انجیل بصاحبان مذہب یہود و  
نصاری پر داخۃ و شش سال تہذیب باطن اشتغال داشتہ“  
کتاب مجمع الفصحاء میں لکھا ہے کہ حکیم موصوف نے ہم اسال کی عمر میں  
۳۲۵ھ میں انتقال کیا۔

”قسم ہے نئی و عرفات اور صفائے خانہ کعبہ اور حجبہ اسود کی“  
 • لَعْنُ الشَّرِيفِ الْمَوْسَوِی ابوالرضا بن ابی مصنف  
 کہ اگر شریف موسوی ابوالرضا بن ابی مضر (سید رضی) نے  
 ابدی الحجود و لم یزد علی مملو کی قدر۔  
 انکار ظاہر کیا اور نہ واپس کیا میرے غلام تتر کو۔  
 والیت ال امیة الغنم المیامین الغنم  
 تو میں اسہ کی اولاد کو جو روشن چہرہ والے خوش قسمت لوگ ہیں۔  
 دوست رکھنے لگوں گا۔

و جمعت بیعة حیدر وعدت عنہ الی العما  
 اور انکار کر دوں گا حیدر صفدر (علی بن ابیطالب) کی بیعت سے اور  
 عدول کر دوں گا عمر کی جانب۔  
 و بکیت عثمان الشہید بکاء وانی (الحفظ)  
 • اور روؤں گا غم میں عثمان شہید کے رونے والی غورتوں کے پردہ  
 گریہ کی طرح۔

و سئیت طلحة و الزید بکل شعر متبکر  
 اور مرثیہ کہوں گا طلحہ و زید کا اچھوتے اچھوتے اشعار کے ساتھ۔  
 و اقول ام المؤمنین عقوقھا احدی الکبر

یہ اور ابن نمیر دونوں اُس زمانہ میں شام کے بڑے شاعر تھے۔ اور ابن نمیر کے متعلق صحابہ کرام کے اوپر حملہ کی نسبت دیجانی سستی اور وہ تشیع کی طرف میلان رکھتا تھا خالدی کو ایک مرتبہ خبر معلوم ہوئی کہ ابن نمیر نے اُس کی ہجو کہی ہے تو اُس نے ابن نمیر کو یہ دو شعر لکھ کر روانہ کئے۔  
 ”اے ابن نمیر تو نے میرے ایسے بزرگ شخص کی ہجو کہی جس نے دنیا کو صحیح باتوں کی تعلیم دی۔ اس سے مجھ کو کوئی صدمہ نہیں ہوا کیونکہ اس طرح مجھ کو صحابہ کے ساتھ شرکت کا شرف حاصل ہو گیا۔“

شیخ حرّ عاملی نے ”امل الاطل“ میں لکھا ہے کہ ابن نمیر بعد آدائے اور انھوں نے علامہ سید رضی کے پاس کچھ ستائش اپنے ایک غلام کے ہاتھ جس کا نام ”تتر“ تھا روانہ کئے۔ یہ غلام ایسا تھا جس سے ابن نمیر کو خاص محبت تھی اور اپنے اشعار میں اُس کا تذکرہ بھی کرتے تھے۔ سید رضی نے رشادہ شوخی طبع سے ستانے کی غرض سے (ستائش کے ساتھ ساتھ اُس غلام کو بھی اپنے پاس رکھ لیا۔ ابن نمیر نے یہ دیکھا تو بڑا صدمہ محسوس کیا۔ اور اپنے خاص ظرفانہ انداز میں سید رضی کو ایک قصیدہ نظم کر کے بھیجا جس میں بہت کچھ تشیع کا پہلو نمایاں ہے۔ اُس قصیدہ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

بالمشعرین وبالصفاء والنبت اقسام والحجر



”اور میں گمراہ ہو کر (دھنوں میں) اپنے پاؤں مسح کرنے کے بجائے  
دھنوں کے لگوں گا اور سفر کی حالت میں موزوں کے اوپر مسح کر لیا کرونگا۔

وَأَقُولُ فِي يَوْمِ حِثَارٍ لِّهَذَا الْبَصَائِرِ وَالْبَصَائِرِ  
اور پھر کہوں گا اُس دن جب ظاہری و باطنی آنکھیں سمجھائی ہوئی ہوں گی  
وَالصَّحَفِ بِلَيْشٍ طَبِيعَا وَالنَّارِ تَرْمِي بِالشَّيْءِ  
اور عمل کے کاغذ کھلے ہوں گے اور آگ کے شرانے نکل رہے ہوں گے۔

هَذَا الشَّرَيفِ اصْلَتْنِي بَعْدَ الْهَدَايَةِ وَالْمَنْظَرِ  
کہ یہ شریف (سید رضی) میرے گمراہ ہونے کا سبب ہوئے جبکہ میں  
صحیح راستہ پر چلتا اور غور و فکر سے کام لے رہا تھا۔

مَالِي مَفْضِلٌ فِي الْوَسْطَى أَلَا الشَّرَيفُ ابْنُ مَضَى  
میرا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے دنیا میں مگر شریف ابومضی (سید رضی)  
فَيَقَالُ خَذَبِيْدُ الشَّرَافِ فَمُسْتَقْ كَمَا سَقَى  
اُسوقت کہا جائے گا کہ بکڑے شریف کا ہاتھ۔ تم دونوں کی جگہ  
سفرِ آتشِ جہنم میں قرار دی گئی۔

سید رضیؒ نے جو اس قصیدہ کو دیکھا غلام کو واپس بھیج دیا  
اس قصیدہ میں شیعیت کا جو ہر خاص طور سے ظاہر ہے۔ ابنِ خلکان  
نے لکھا ہے کہ ابنِ نمیر نے ۳۵۵ھ میں انتقال کیا۔

اور میرا قول ہو گا کہ ام المؤمنین کی نافرمانی بڑے گناہ کا باعث ہے  
 و اقول ان اما مکم و لی بصفین و نتر  
 اور میں (ہبتان کے طور پر) کہنے لگوں گا کہ تمہارے امام نے جنگ  
 صفین میں منہ پھیر لیا اور فرار اختیار کیا۔

و اقول ان اخطا معاویۃ فاما خطا القدس  
 اور میں کہوں گا کہ اگر معاویہ نے غلطی کی تو قلم تقدیر نے غلطی تمہاری  
 کی اور جربات انسان سے ہوتی ہے وہ تقدیر ہما کے ہاتھوں۔  
 و اقول ذنب الحمار حین علی علی مغتفر  
 اور کہوں گا کہ جن لوگوں نے حضرت علی کے خلاف بغاوت کی انکا  
 گناہ معاف ہے۔

و اقول ان یزید ما شرب الخمر ولا فحشا  
 اور میں کہوں گا کہ یزید نے کبھی شراب بخوار ہی نہیں کی اور نہ فسق و  
 فجور اختیار کیا۔

و لجیشہ بالکفت عن (بناء فاطمہ امیر  
 اور اُس نے اپنے لشکر کو اولاد فاطمہ کے قتل سے باز رہنے کا  
 حکم دیا تھا۔

و غسلت حلی صلتہ و مسحت حفی فی السفہ

علامة في علم الحديث والقراءة كان من اصحابنا ولها تصانيف  
في الاخبار والقراءة منها كتاب الهادي في معرفة المقاطع  
والمبادي شاهدته وقرأت عليه

”وہ علم حدیث اور قرآن میں علامہ کامل ہمارے فرقہ کے علماء  
میں سے تھے۔ حدیث اور قرأت میں ان کے تصانیف بھی ہیں جن میں سے  
ایک کتاب ”ہادی فی معرفۃ المقاطع والمبادی“ ہے۔ میں نے ان کو دیکھا ہے  
اور ان سے پڑھا بھی ہے۔“

اس تصریح کے بعد جس سے ثابت ہے کہ شیخ متجب الدین کو ان سے سلسلہ  
تلمذ بھی حاصل ہے۔ ان کا لکھنا کہ وہ ہمارے فرقہ کے علماء میں سے تھے  
ان کے مذہب کے متعلق کوئی غیر معتبر سند نہیں ہے۔

حافظ سیوطی نے ”غنیۃ الومعۃ فی طبقات النخاۃ“ میں ان کے  
حافظ قرآن ہونے کی تصریح کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کان امامانی النحو  
واللغة وعلوم القرآن والحديث والادب والزهد وحسن  
الطريقة والمتسك بالسنن قرأ القرآن بالروایات ببغداد  
على البارع الحسين بن الدیاس وبواسطه واصفهان سمع  
من ابی علی الحداد وابی القاسم بن میان وجماعة وخبیر لسان  
عن ابی عبد اللہ الغزالی وحدث وسمع منه الکبار والخفا

(۶)

(۸۳) شرف الدین ابی القاسم فضل بن یحییٰ بن ابی علی  
 بن عبد اللہ نقیب بن جعفر بن ابی تراب بن جعفر بن یحییٰ  
 بن ابی یزید محمد الحارثی بن احمد الحجازی ابن محمد بن الحسن  
 بن یحییٰ المؤمن ابن امام جعفر صادقؑ

ابن عسکرنے کتاب عمدۃ الطالب فی النسب کی ابی طالب میں لکھا ہے  
 هو السيد العالم حافظ کتاب اللہ وہ سید عالم۔  
 حافظ کلام پاک تھے۔ (مطبوعہ بیروت ۱۳۲۳ھ)

(۷)

(۸۴) الحافظ ابو الحسن بن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب  
 صدر طابواہ بن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب  
 العطار الہمدانی

شیخ متعجب الدین نے فہرست میں اُن کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

(۸)

## (۸۵) محمد بن احمد بن حمدان النجاشی البلدی

مشہور شاعر تھے۔ ثعالبی نے نیمۃ العصر میں ان کو ”زاد روزگار“ میں شمار کیا ہے۔ لکھا ہے۔

من عجیب امرہ اتمہ کلان امیاء شعرہ کلمہ ملح و تحف و غمر  
وطن ولا یخلو مقطوعۃ من معنی حسن او مثل سائر و  
کلان حافظا للقرآن مقتبساً منہ فی شعرہ و کان بتیشیم و  
یتمثل فی شعرہ مجذہباً۔

”عجیب بات یہ ہے کہ وہ امی (ان پر ہم) تھے لیکن اشعار ان کے سب نمکین، عمدہ اور ندرت رکھنے والے ہیں۔ اور ان کا کوئی قطعہ ایسا نہ ملے گا جس میں کوئی لطیف مضمون یا ضرب المثل ہونے کے قابل معنی پائے نہ جاتے ہوں۔ وہ حافظ قرآن بھی تھے اور اپنے اشعار میں اکثر قرآنی اقتباسات نظم کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ شیعہ تھے اور ان کے شعر میں ان کے مذہبی جذبہ کا مظاہرہ ہوتا تھا۔“

العرفان (صدید)۔ ملک شام (ج ۸ ص ۲۵۷)۔ ۴۵۴ میں ان کے کلام کا قصور انہوں نے شائع ہوا ہے جنہیں وہ اشعار بھی ہیں جو ان کے مذہبی

وانقطع الى اقرء القرآن والحديث الى اخر عمره وكان يارسا  
على حفاظ عصمه في الانساب والتواريخ والرجال وله تصانيف  
في انواع العلوم وكان يحفظ المجملات -

” وہ نحو اور لغت اور علوم قرآن و حدیث و ادب اور زہد و تقویٰ اور  
حسن معاشرت اور پابندی شریعت میں امام کا درجہ رکھتے تھے۔ انھوں نے  
قرآن کو تمام قرائتوں کے ساتھ بغداد میں باع ابن دباس سے حفظ کیا  
اور واسطہ اور اصفہان میں ابو علی حداد اور ابو القاسم بن بیان وغیرہ  
سے سماعت کی اور خراسان میں ابو عبد اللہ غراوی سے مستفید ہوئے  
انھوں نے احادیث کی بھی روایت کی اور بڑے بڑے حفاظ نے ان سے  
روایات اخذ کئے۔ پوری عمر انھوں نے قرآن کے حفظ کرانے اور حدیث  
کے تعلیم دینے میں صرف کر دی۔ علم انساب اور تواریخ و رجال میں بھی وہ  
اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے زیادہ محفوظات رکھتے تھے اور وہ کتاب  
جمہرۃ اشعار عرب کے حافظ تھے “

ان کی ولادت روز شنبہ ۱۲ رذی الحجہ ۵۸۸ھ ہمدان میں ہوئی تھی  
اور شب پنجشنبہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۵۶۹ھ کو انتقال کیا۔



السرور المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ  
 الشیعة حفظ اکثر القرآن وبلغ ثمان سنین وبلغ النجابة  
 فی اصول الشیعة کان یرحل الیه من البلاد ثم تقدّم فی  
 علم القرآن والغریب والتخو وعظ علی المنبر ایام المقتفی سجداد  
 فاعجبه وخلع علیہ وكان یحیی المنظر حسن الوجه والشیبة  
 صدوق اللہجة ملیح المحاورق واسع العلم کثیر الخشوع والعبادة  
 والتجهد لا یمکن الا علی وضوء اثنی علیہ ابن ابی طی فی  
 تاریخہ ثناء کثیرا توفی سنة ثمان وثمانین وخمسائة

۷ محمد بن علی بن شہر آشوب (دوسرا سین ہے شین نہیں ہے)  
 ابو جعفر سروری مازندرانی رشید الدین شیعہ مذہب کے شخص بزرگان  
 مذہب تبعہ میں سے تھے۔ قرآن کا اکثر حصہ آٹھ برس کی عمر میں حفظ کیا  
 تھا۔ اور شیعوں کے مذہبی علوم میں کمال کا درجہ حاصل کیا کہ لوگ شہر  
 شہر سے استفادہ کو ان کے پاس آتے تھے۔ اس کے بعد قرآن کے سلم  
 میں انھوں نے بڑی ترقی کی اور لغت اور نحو میں بھی بلند درجہ حاصل کیا  
 اور مقتفی باللہ عباسی کے زمانہ میں بغداد میں منبر پر موعظہ بیان کیا تو  
 مقتفی کو بہت پسند آیا اور ان کو خلعت سے متنازک کیا۔ وہ بہت وحید و  
 شکیل اور خوش منظر۔ صادق اللہجہ اور خوش تقریر۔ وسیع النظر اور بہت

جذبہ کی ترجمانی کرتے ہیں۔  
نسبہ السحر فین شیعہ و شعر میں بھی اُن کے حالات تفصیل سے درج  
کئے ہیں۔

(۹)

## ابن شہر آشوب

(۸۶)

پورا نام رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب بن ابی نصر بن ابی کثیر  
السروری المازندرانی ہے۔ اور مشہور کتاب مناقب آل ابیطالب کے جو  
ایران و پہلوی میں طبع ہوئی ہے مصنف ہیں۔

موافقیین و مخالفین کے قلم ان کی جلالت قدر و رفعت مرتبہ اور جہات  
علم و کمال کے اوپر متفق ہیں۔ محدث نوری نے مستدرک الوسائل میں  
اُن کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ اور اُن علمائے اہلسنت کے عبارات  
بھی نقل کئے ہیں جنہوں نے اُن کا تذکرہ شبابان الفاظ کے ساتھ کیا ہے  
اسی عبارات میں اُن کے حافظ قرآن ہونے کا ثبوت بھی مضمر ہے۔

صلاح الدین صفدی نے وافی بالوفیات میں لکھا ہے۔

محمد بن علی بن شہر آشوب التامیہ سلین محملاً ابو جعفر



اسباب نزول القرآن بتشابہ القرآن۔ الاعلام والطرائق۔ المفوائد الجدیدة  
ان کی عمر تئیس سال کی ہوئی۔ صرف دس مہینہ باقی تھے۔ ۵۸۸ھ میں انتقال کیا  
شمس الدین محمد بن علی بن احمد داؤدی مالکی نے جو حافظ سیوطی کے  
شاگرد تھے اپنی کتاب طبقات المفسرین میں لکھا ہے۔

محمد بن علی بن محمد اشوب بن ابی نصر ابو جعفر الشری  
المازندرانی رشید الدین احد شیوخ الشیعة استقل  
بالحدیث ولقی الرجال ثم تفقه وبلغ النجاة فی فقه اهل  
ہذہ ہبہ ونبغ فی الاصول حتی صار رحلة ثم تقدم فی  
علم القرآن والقراءات والتفسیر والنحو کان امام عصره واد  
دھرہ احسن الجمع والتالیف وغلب علیہ علم القرآن والحديث  
وهو عند الشیعة کا خطیب البغدادی لاهل السنة فی تصانیف  
وتعلیقات الحدیث ورجالہ ومراسیلہ ومتفقہ ومتفرقہ  
الی غیر ذلک من انواعہ واسع العلم کثیر الحسنات مات فی  
شعبان سنة ثمان وثمانین وخمس مائة۔

”وہ بزرگان مذہب شیعہ تھے۔ علم حدیث کی تحصیل میں مصروف  
ہوئے اور بہت سے مشائخ حدیث سے ملاقات کی پھر علم فقہ کی تحصیل  
کی اور اپنے مذہب کی فقہ میں حد کمال کو پہنچے اور اصول مذہب میں

زیادہ عابد و زاہد بزرگ تھے۔ ہر وقت با وضو رہتے تھے۔ ابن ابی طی نے  
اپنی تاریخ میں اُن کی بڑی مدح و ثنا کی ہے۔ ۱۰۰۰ھ میں انتقال کیا۔

محمد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی مصنف قاموس ابنی کتاب  
”المبلغۃ فی تراجم ائمۃ النحو واللغة“ میں لکھتے ہیں۔

محمد بن علی بن شہر آشوب ابو جعفر المازندرانی رشید الدین  
الشیعی بلغ النہایۃ فی اصول الشیعۃ تقدم فی علم القرآن واللغة  
والنحو وعظ ايام المقتنی فاعجبه وخلع علیہا وكان واسع العلم  
کثیر العبادۃ دائم الموضوع لہا کتاب الفصول فی النحو و کتاب  
المکنون والمحزون و کتاب سیاب نزول القرآن و کتاب متشابہ  
القرآن و کتاب الاعلام والطرائق فی الحد ود والحقائق و کتاب  
المجیدۃ جمع فیہا فوائد وفرائد حتمۃ عاش مائۃ سنۃ الا عشرۃ  
اشھ مات سنۃ ثمان وثمانین وخمسائۃ۔

”وہ شیعہ مذہب کے شخص تھے شیعوں کے مذہبی علوم میں کمال کا  
درجہ حاصل کیا۔ اور علم قرآن۔ لغت۔ نحو میں سب سے آگے بڑھ گئے مقتنی  
کے زمانہ میں وعظ کیا۔ مقتنی کو بہت پسند آیا اور اُن کو خلعت عطا کیا۔ وہ  
وسیع المعلومات۔ بڑے عبادت گذار اور ہمیشہ با وضو رہنے والے تھے۔  
اُن کے مصنفات حسب ذیل ہیں۔ الفصول در علم نحو۔ المکنون المحزون

کی دختر نیک اختر حافظ قرآن تھیں۔ علامہ سید حسن صدر دام ظلہ اپنی کتاب  
بکملہ اہل الامل میں لکھتے ہیں۔

قال والدہام فی کتاب سعد السعود وقفت مصحفا علی ابنتی  
الحافظة لکتاب اللہ المجید شرف الاشراف حفظة و عمرها  
(فتا عشرۃ سنۃ)

”ان کے والد سید ابن طاؤس نے اپنی کتاب سعد السعود میں  
لکھا ہے کہ میں نے ایک نسخہ قرآن مجید کا وقف کیا ہے اپنی لڑکی حافظہ  
کلام مجید شرف الاشراف کے لیے جس نے بارہ برس کی عمر میں  
قرآن مجید کو حفظ کیا ہے۔

(۱۲)

فاطمہ

(۸۸)

بنت

سید ابن طاؤس

ابن طاؤس کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ ان کے متعلق سید ابن  
طاؤس سعد السعود میں لکھتے ہیں۔

نمایاں درجہ حاصل کیا۔ یہاں تک کہ دور و دراز کے لوگوں کے منزل مقصد قرار پائے۔ اس کے بعد حفظ قرآن اور علم قرأت قرآن اور تفسیر اور نحو میں اپنے اہل زمانہ میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ وہ اپنے عصر کے امام یعنی مقتدا اور یگانہ روزگار تھے۔ تصنیف و تالیف میں اچھے خدمات انجام دئے۔ امام علوم میں سب سے زیادہ اُن پر قرآن و حدیث کا غلبہ تھا۔ وہ شیعہ فرقہ میں وہ درجہ رکھتے ہیں جو خطیب بغدادی کو اپنے تصانیف اور حواشی حدیث و رجال وغیرہ کی حیثیت سے اہلسنت میں حاصل ہے۔ وہ سیاح العلماء جامع علوم و فنون تھے۔ شعبان ۵۸۸ھ میں انتقال کیا۔

## ساتویں صدی ہجری

(۱)

شرف الاشراف

(۸۷)

بن

عسکری بن طاووس

مشہور و مستند جامع علوم و فنون مجتہد ابن طاووس رضوان اللہ علیہ

ابن داؤد مصنف کتاب رجال نے جوید علیہ السلام کے معاصر اور تقریباً  
 ہم عمر تھے، اپنی کتاب رجال میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

غیاث الدین الفقیہ النسابة النحوی العروصی الزاهد العابد  
 ابوالمظفر قدس اللہ روحہ انتھت سیاستہ السادات و ذوی  
 النوا ملیس الیہ و کان اوحد زمانہ حائری المولد حتی النساء  
 بعد ادوی التحصیل کاظمی الخاتمة ولد فی شعبان ۳۷۴ و قوی  
 فی مشوال ۳۹۳ و کان عمرہ خمساً و اربعین سنة و ایا ما کنت  
 قرینہ طفلین الی ان قوی ما رأیت قبلہ ولا بعدہ بخلقہ و جمیل  
 قاعدتہ و حلومعاشرتہ ثانیاً و لذکاء و قوی حافظہ مما تلا  
 ما دخل فی ذهنہ شیئ قط فکاد یبسیا حفظ القرآن فی مدۃ  
 سیبۃ و لہ احدى عشرة سنة و استغل بالکتابۃ و استغنی  
 عن العلم فی اربعین یوما و عمرہ اذ ذاک اربع سنین۔

غیاث الدین لقب۔ ابوالمظفر کنیت۔ علم فقہ۔ انساب۔ نحو۔ عروض  
 کے عالم اور عابد و زاہد شخص۔ سادات و اشرف کے مرجع اور اپنے  
 زمانہ کے فرد و یکتا تھے۔ اُن کی ولادت کر بلائے معلیٰ میں نشو و نما حاصل ہوئی۔  
 طالب علمی بغداد میں اور وفات کاظمین میں ہوئی۔ شعبان ۳۷۴ میں  
 متولد ہوئے اور مشوال ۳۹۳ میں ۲۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اُس زمانہ

وقف مصحفانہما اجزاء علی استی الحافظۃ للقرآن  
 الکرامہ فاطمہ حفظتہ وعمرہما ۷۱۱ التسع سنین -  
 میں نے ایک مکمل قرآن جو جدا جدا پاروں کی صورت میں ہے اپنی  
 لڑکی حافظ قرآن کریم فاطمہ کے لیے وقف کیا ہے اس نے ۹ برس سے  
 کم کے سن میں قرآن حفظ کیا ہے۔  
 تلمذہ اہل لال میں ہے کہ سید ابن طاؤس نے ان دونوں صاحبزادیوں  
 کو احبابہ بھی مرحمت فرمایا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علمی  
 حیثیت سے بھی بلند مرتبہ پر فائز تھیں۔

(۲۳)

عبد الکریم

(۸۹)

ابن

احمد بن طاؤس

مذکورہ الصدر سید علی ابن طاؤس کے بیٹے ہیں۔ ان کے والد بھی  
 اکابر علمائے شیعہ میں سے بڑے جامع علوم و فنون متبحر صاحب تصانیف  
 بزرگ تھے۔

# آٹھویں صدی ہجری

(۱۱)

(۹) عبد بن محمد بن ہرون طائی اندلسی تونس

حافظ جلال الدین سیوطی کی کتاب "نہیة الوعاة فی طبقة النخاة" میں  
اُن کا تذکرہ ہے اور لکھا ہے۔

ولد سنة ثلث وستمائة واخذ النحو عن الدباج والشونين  
ولازم خال امه عصام بن خلصة وقرأ القرآن على حدة لامة  
محمد بن قادم المعافري وسمع من ابی القاسم بن بقی وغیره وهو  
صن بيت علم وجلالة برع في النحو واللغة وسائر علوم الادب  
والتواريخ وله نظم ونثر كثير وكان مشدداً في التشيع۔

سنہ ۶۰۰ میں اُن کی ولادت ہوئی۔ علم نحو دباج اور شونین سے اُخذ  
کیا، اور اپنی نانی کے بھائی عصام بن خلصہ کی صحبت میں رہے اور قرآن  
اپنے نانا محمد بن قادم معافری سے حفظ کیا اور ابو القاسم بن بقی وغیرہ سے  
بھی سماعت کی۔ وہ اہل علم اور فرز خاندان میں سے تھے۔ نحو و لغت اور

سے کہ جب میں اور وہ ایک ساتھ تھے اور ہم دونوں کا کسی کا زمانہ تھا۔  
 اُس وقت تک کہ جب اُنھوں نے وفات پائی۔ میں نے اُن کے قبل اور  
 بعد کوئی شخص اُن کے اخلاق، پاکیزہ آئین زندگی اور پر رطقت میل جول  
 کا ایسا دورہ نہیں دیکھا۔ اور نہ اُن کی ذکاوت و ذہانت اور قوت حافظہ  
 کی کوئی مثال نظر سے گزری۔ گویا جو بات اُن کے ذہن میں پہنچ گئی۔  
 اب اُس کا بھونا ممکن ہی نہیں تھا۔ اُنھوں نے بہت کم مدت میں قرآن  
 حفظ کیا جب کہ اُن کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ لکھنا سکھلایا گیا تو چالیس دن  
 میں سیکھ لیا، اور معلم کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس وقت اُن کی عمر صرف  
 ۴ سال کی تھی۔"

اصل الاصل بنتی المقال۔ لؤلؤة البحرین میں اسی عبارت کو نقل  
 کیا گیا ہے۔





القرافة والقیب ابن ابی الحسن وابن عبد الدائم وغیرہ و  
نظر فی العربیہ وحفظ کثیرا من اشعار العرب و هو صاحب  
التذکرۃ الکندیۃ المعروفہ بالسمساحیۃ فی خمسين مجلداً بخط  
فیہ اعدۃ فنون وکان مشیعیا۔

”ابن شاکر نے فوات الوفيات میں لکھا ہے، ادیب کامل، حافظ و  
معلم قرآن، محدث، اشاہد داز، مصنفوں نگار غلام الدین کندی مہر ابن  
وداعہ مشہور بوداعی سلسلہ میں متولد ہوئے اور سلسلہ میں انتقال کیا  
انہوں نے ساتوں قراءتوں کے ساتھ قاسم اندلسی سے قرآن کو حفظ کیا  
اور علم حدیث کی تحصیل میں مصروف ہوئے اور شوعی وغیرہ بہت سے  
محدثین سے سماع احادیث کیا اور علم ادب کا مطالعہ کیا اور بہت سے  
اشعار عرب حفظ کئے۔ آخر میں دمشق کی طرف منتقل ہو گئے۔ وہ کتاب  
تذکرہ کندیہ کے مصنف ہیں جو ۱۰ جلدوں میں ہے، اور مختلف فنون پر  
مشغل ہے۔ اور وہ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔“

صلاح الدین صفدی کی تاریخ سے بھی ایسے ہی الفاظ نقل  
کئے گئے ہیں۔

دیگر علوم ادبیہ اور تاریخ میں مہارت کا درجہ حاصل کیا۔  
نظم و نثر میں اُن کے نتائج قلم کثرت سے ہیں، اور وہ بہت سخت تنقید  
رکھنے والے تھے۔

سنہ ۸۰۰ میں انتقال کیا۔

(۲)

علاء الدین کنہی

(۹۱)

علی بن مظفر وداعی

اپنے زمانہ کے مشہور ادیب عربی شاعر تھے۔ نسبتہ السحرین تشیع و شعر  
میں اُن کا تذکرہ ہوا ہے، اور تاسیس الشیخۃ الکلم لفنون الاسلام میں  
اُن کے حالات میں لکھا ہے۔

قال ابن مشاکر فی نوات الوفيات اکاديب الباسم المقري  
المحدث الکاتب المثنی علاء الدین الکنہی کاتب ابن وداعة  
المعروف بالوداعی ولد فی سنه ۶۲۰ و توفی سنه ۷۱۶ تلامبا لسمع علی  
القاسم الاندلسی ولطب الحديث و نسخ الاجزاء و سمع من  
الحسنی و الکفر طائی و الصدر البکری و عثمان ابن خطیب

• شیخ حر عاملی کی کتاب اہل الآمل میں ان کا تذکرہ بدیں الفاظ موجود ہے۔  
 السيد جمال الدين يوسف بن ناصر بن حماد الحسيني عامل  
 صدوق فقيه يروي عن يروي عنه ابن معية -

• وہ عالم، بڑے صادق، اللہ جل جلالہ فقیہ تھے، ابن معیۃ تاج الدین حنبلیؒ  
 اُن سے بیک واسطہ روایت کرتے ہیں

## (۹۳) شیخ جمال الدین احمد بن محمد بن جد اعلیٰ (۴)

ان کا اجازہ حفظ قرآن کے متعلق شہید اول کے نام بجا مجلد اجازت  
 میں موجود ہے۔ اُس کی عبارت ابھی ابھی یہ ناظرین ہوئی جس میں لکھا  
 ہے کہ۔ قرأت القرآن علی السيد جمال الدین -  
 ”میں نے حفظ قرآن کیا سید جمال الدین یوسف بن حماد سے“  
 اہل الآمل میں ان کا تذکرہ بدیں الفاظ ہے۔

الشیخ جمال الدین احمد بن محمد بن الحداد عالم فقیہ  
 من مشائخ ابن معیۃ

”یہ عالم فقیہ اور ابن معیہ کے مشائخ حدیث میں سے تھے“



(۳)

## (۹۲) سید یوسف بن ناصر بن حماد الحسینی

پورا اسم و لقب سید جمال الدین ابوالحسن یوسف بن ناصر بن حماد الحسینی القروی ہے۔

جمال الدین احمد بن محمد بن حماد حلی کے اجازہ میں جوشیدہ اول کے نام بجا مجلدا اجازات میں مذکور ہے لکھا ہے کہ۔ قرأت القرآن علی

السید جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن ناصر بن حماد الحسینی

القروی بروایت ابی بکر عاصم بن ابی المجذوب بن عبد لہ المجناط الکوفی

بروایت سرواہ ابی بکر و حفص بن سلیمان بن معینۃ البزاز الکوفی

و بروایت الکسائی و راویہ و قال قرأت بها القرآن الکریم من فاتحہ

الی خاتمہ علی السید رضی الدین ابی عبد اللہ الدوسری و ابی

الحرف اللیث بن غالب البغدادی الخ

”میں نے قرآن حفظ کیا جہم اور کسائی دونوں کی روایتوں کے مطابق

سید جمال الدین ابوالحسن یوسف بن ناصر بن حماد سے اور ان کا قول ہے

کہ انھوں نے اسخ دونوں روایتوں کے ساتھ حفظ کیا سید رضی الدین ابوعبد

الدوسری وغیرہ سے۔

میں انھیں سند دیتا ہوں، اور میں نے قرآن حفظ کیا ہے اپنے استاد  
سید جمال الدین سے۔  
شہید اول نے سلسلہ میں بحیرہ تشیع جان اپنی خیر جہاد کے سپرد کی۔

(۶)

## خواجہ حافظ شیرازی (۹۵)

شمس الدین محمد نام، حافظ تخلص اور معتقدین وارباب ذوق کے  
حلقہ سے لسان الغیب، بلبل شیراز کے خطابوں سے مقرب ہیں۔  
وہ نام یا تخلص کے فقط حافظ نہیں، بلکہ مدحیت حافظ قرآن تھے  
اور اسی مناسبت سے انھوں نے اپنا تخلص حافظ اختیار کیا تھا۔  
اُن کے اکثر اشعار میں اس معنوی حیثیت کا اشارہ موجود ہے اور  
اُن سے اُن کے حفظ قرآن کا یہ ملتا ہے۔ ملاحظہ ہوں ذیل کے اشعار  
حافظ امی خور و رندی کی کجی میں پائے گئے دامن زور یکس چوں، اگر اُن قرآن  
عشق رسد بفریاد اگر خود لبان حافظ قرآن زربخانی با چارہ روایت  
ای چنگ فرد بردہ بخون ل حافظ فکر تگر از غرت قرآن خدا نیست  
ز ابد ار رندی حافظ کند فہم چہ پاک دیو بگزید از اں قوم کہ قرآن خوانند  
حافظ بحق قرآن کر لہو و شید باز آ باشد کہ گوی عشی در ایس میان اُن نام

(۵)

# شہید اول محمد بن مکی جمعی عالمی

(۹۴)

## رضوان اللہ علیہ

فروشیہ کے مشہور عالم، فقیہ اور مستند مجتہد جن کی ذکر کی بیان،  
دروس، لکچر، نفلہ وغیرہ فقہ کے آسمانی صحیفے اور مشہور روزگار  
کتابیں ہیں۔

سجاد الانوار کے مجلہ اجازات میں جمال الدین احمد بن محمد بن حداد  
حلی کا اجازہ قرأت قرآن کے متعلق اُن کیلئے موجود ہے جس میں لکھا ہے۔  
قد اجزت الحافظ المجدد المجدد معجز القرآن محمد دما دروس  
من دروس الحفاظ القدما ماء کثر الله فی القراء المجودین  
مثله بحق سیدنا محمد النبی ومن اقتفی من الہ نجد اہ  
وسلک من عتوقہ فحجہ واتبع سبیلہ قال جمال الدین احمد  
بن محمد بن الحداد الحلی قلأت القرآن علی السید جمال الدین  
”حافظہ جیدہ نظر اعجاز قرآن تجدید کرنے والے قدیم حفاظ کے  
موجودہ تعلیمی آثار کے خدا حافظ قرآن میں اُن کے اشغال کو زیادہ کرے

و انبع گشتے۔

حافظ کے تشیع کا ثبوت بھی ان کے دیوان کے مطالعہ کے بعد قابل مائل نہیں ہے۔

وہ آل رسولؐ کی بارگاہ میں اپنی محبت اور حسن عقیدت پیش کرتے ہوئے لذت محسوس کرتے ہیں

حافظ زجاں محبِ رسولؐ است آل و بر این سخن گواست خداوند اکبرم  
وہ معرفت کے راستہ میں بادشاہِ نجف کو اپنا بہترین راہبر سمجھتے ہیں۔

حافظ اگر قدم زنی در رہ خانہ عشق بدرقہ رہت شود بہت شمعہ نجف  
وہ فیضِ رحمت الہی کو سرچشمہ سانی کوثر ہی میں منحصر سمجھتے ہیں

مردی ز کندہ دیرِ پیر پس امیر اکرم ز خواجہ قنبر پس  
گر تشنہ فیض رحمتی امی حافظ سرچشمہ آل ز سانی کوثر پس  
وہ جناب امیر کی مشک کشائی پر اعناد رکھتے اور اسے اپنی ہر شکل کا حل سمجھتے ہیں۔

قسام بہشت و دوزخ و عقدہ کشای مار انگذار و کہ در آئیم ز پای  
تا کے بود ایں گرگ بانی از خاک سرخ و شمن فغن ای شیر خدای  
اس مقام پر بطبعہ دیوان کے محشی کو بھی لکھنا پڑا ہے۔  
”قسام بہشت و دوزخ بندہ ب شیعہ حضرت مرثیٰ است ای تاکہ بود“

حافظ کونج فقر و خلوت شہائے تار      تابود و زوت دعا و دس قرآن غم مخور  
صبح خیزی و سلامت طلبی چون حافظ      ہر جہ کہ ہم ہمہ از دولت قرآن کردم  
ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ      بہ قرآنی کہ اندر سینہ داری  
حافظ کے شاگرد محمد گندام جنجوں نے اپنے اُستاد کے دیوان کو  
مرتب کیا ہے۔ اس دیوان کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

”غزلہائے جہانگیرش بادی مئی سجد و دقا لیم خراسان و ترکستان  
و ہندوستان رسیدہ و قوافل سخنہای دلہندیش در اقل زمان باطراف  
و اکثاف عراقین و آذربایجان سر کشیدہ قد و ہب السیم و ذہب  
المسیح سماع صوفیان بی غزل شور انگیز او گرم نشی ویرم بادشاہان  
بے نقل سخنان ذوق آمیزش زیب و زینت نیافتی بلکہ ہای و ہوی  
مشاقان بے ولولہ شوق او نہودی و سرور و دوی پرستان بے غلغلہ  
ذوق اور رونق نگہفتی چنانچہ در تمثیل ایش شل گوید

غزل سرائی حافظ بدال رسید کہ چرخ      نوائے نغمہ ناہید را بسوز از یاد  
چو شعر غنبد بر آتش زبر کئی گوئی      ہزار رحمت حق بر روان حافظ باد  
ولی محافلات درس قرآن و ملازمت شغل سلطان و تحشیہ کشاف  
و مصباح و مظاہرہ مطالع و مفہام و تحفیل قوانین ادب و تحسین و اوین  
عرب از جمیع ابیات و غزلیاتش مانع آمدے و از تدوین اثبات ابیاتش



پیشمنان منشیں حافظاً تولا کن سخات خوش طلب کن بجان شہ و چرا  
 خواجہ حافظ علیہ الرحمہ نے ۱۰۹۱ھ میں داعی اہل کو لبیک کہا۔  
 (نویں صدی ہجری) میں ابھی تک ہماری کتابہ فطری نے کسی حافظ کا پتہ نہیں دیا۔

## دسویں صدی ہجری

(۱)

### حافظ طاہر صفہانی

(۹۶)

ہمارے شیخ الحدیث علامہ شیخ محسن معروف بآقا بزرگ طرانی بقیم  
 سامرا و عراق نے اپنی کتاب احیاء الدائر من آثار القرآن العاشر میں  
 ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

المعتمد فی بعض کتب التجوید بفن الدین حافظ طاہر  
 الاصفہانی القاسمی لہ رسائل فی التجوید فارسیہ اولھا  
 باب المد والقصم یا ب الادغام وھکذا فی حاشیہ ذکر  
 ان لہ ایضاً محفل العطشان فی رسم احرف القرآن ولہ  
 شرح السالمیۃ علی ما نقل عنہ فی بعض رسائل التجوید  
 ولہ ایضاً مفردۃ ابی عمرو بن الملاء البصری۔

از خاک مثل گرگ ربودن۔ اسی شیر خدا پنجہ دشمن افکن برآرد۔ (ذوالکثوری ۱۳۴۷)  
 وہ مندرجہ ذیل قصیدہ کے اشعار میں امیر المومنین اور دیگر معصومین کی  
 مدح اس جوش و خروش اور ایسے الفاظ میں کرتے ہیں کہ جہان کے تشیع کا بے بغا  
 آئینہ ہے۔

مقدّر یکہ ذاتنا رضع کرد اظهار	سپہر و مہر و مہ و سال ماہ و لیل ہمار
مدار سیر کو اکب بامر کن فیکون	قرار داد بر اس طاق گنبد دوار
زہفت کو کب سیارہ و دوازہ بوج	کنند سیر مخالف کو اکب سیار
نہ آسمان ز ملائک بامر حق مشغول	بسجدہ در گہ تسبیح و ذکر استغفار
چار عنصر از او مختلف پیدا آورد	مدار آتش و آب و ہوا و خاک غبار
قرار داد بیا لای خاک باد آتش	گرفتہ کوہ و زمیں در میان آب قرار
بدوستی بنی و ولی اس اس نهاد	جہان و ہر چہ در دہست خالق حیار
اگر نہ ذات نبی و ولی بدی مقصود	جہاں بکتم عدم رفتے ہچو اول بار
نوشته بر در فر دوس کاتبان قضا	نبی رسول ولی عہد حیدر گرار
امام جہی و انسی علی بود کہ علی	ز کل خلق فزون است از صغار و كبار
ز نام او است معلق ہما و کرسی و عرش	ز ذات او است مطبق زمین بدین سنجار
علی امام علی یمن و علی ایماں	علی امین و علی سرور و علی سردار
علی ز بعد محمد ہر چہ بہت بہ است	اگر تو مومن پاکی نظر در پرخ مدار

• شہید ثانی کے معاصرین میں سے تھے۔  
شہید ثانی کی وفات ۱۱۶۶ھ میں ہے۔

(۲)

## (۹۸) حافظ لطف اللہ اصفہانی

ان کے بیٹے حافظ شاہ ملا قاری کا تذکرہ ابھی ہدیہ ناظرین ہو گا۔  
اسی سے ان کا حافظ قرآن ہونا ثابت ہے

(۳)

## (۹۹) حافظ شاہ ملا قاری

ان کا اصلی نام حافظ ملا محمد ابن حافظ لطف اللہ اصفہانی تھا۔  
آقا بزرگ طهرانی نے احیاء الدلائل فی آثار القراء العاشرین ان کا تذکرہ  
کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ محقق ثانی علی بن عبد العالی کرکی کے شاگردوں  
کے درجہ میں ہیں، اور ممکن ہے کہ خود بھی ان سے تلمذ رکھتے ہوں۔ محقق کرکی  
کا حاشیہ شریع اور رسالہ رضا عینیر جامع الفوائد فی شرح خطبہ تو اند  
ان کے قلم سے لکھا ہوا ایک مجہدہ کی صورت میں میرزا نظر سے گذرا  
ہے۔ اسکا زمانہ کتابت ۱۱۹۹ھ ہے اور وہ حاج علی محمد خف آبادی کے

”بعض کتب تجوید میں ان کا نام ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ فخر الدین حافظ طاہر اصفہانی قاری۔ اُن کا ایک فارسی رسالہ علم تجوید میں ہے۔ جس کا پہلا باب مدد و قصر کے متعلق ہے اور دوسرا ادغام میں ہے۔ اور اسی صورت سے دیگر ابواب صحت ہیں۔ اسی رسالہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اُن کے مصنفات میں سے مثل لعطشان فی رسم احرف القرآن افشج شاطبیہ بھی ہے۔ جیسا کہ بعض رسائل علم تجوید میں اُس سے نقل کیا گیا ہے۔ اور اُن کا ایک رسالہ قرأت ابو عمرو بن علاء کے متعلق ہے۔“

یاد رکھنا چاہئے کہ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ حافظ کی لفظ عام طور سے حافظ قرآن کے معنی میں مستعمل ہونے لگی ہے۔

(۱۲)

(۹۷) شیخ محمد بن محمد بن مسعود بن عیاش علیٰ حمینی

”الاولیٰ فی احوال علماء جبل عامل“ میں ہے کہ فاضل قاری صاحب کتاب مقتل الحسین و کتاب الادعیۃ الماثورۃ من المعاصرین للشہید الثانی۔

”وہ فاضل، حافظ قرآن متقی و پرہیزگار شخص تھے۔ اُن کے مصنفات میں سے کتاب مقتل سید الشہداء اور کتاب ادعیۃ ماثورہ ہے۔“

الشیخ جعفر الحافظ ابن الشیخ عبد اللہ الحافظ ابن مظفر  
الحافظ النجفی المولد والمسکن رأیت نسخة من فرجة الغری  
کتبها الشیخ عبد اللہ الحافظ لنفسه وکتب ولده بخطه  
على لعمرك النسخة تملک لها فی سنة ۱۳۸۸ وظهر من العبارة والمخط  
واللقب ان الوالد والولد من الفضلاء الادباء الحفاظ  
فی عصرهما۔

”میں نے کتاب فرجۃ الغری کا ایک نسخہ دیکھا ہے جس کو شیخ عبد اللہ  
حافظ نے خود اپنے لیے نقل کیا ہے۔ اور اُن کے بیٹے شیخ جعفر نے  
اپنے قلم سے اُس پر اپنی لکیت کو تحریر کیا ہے۔ اسکی تاریخ سنہ ۱۳۸۸ھ  
ہے۔ عبارت اور خط اور القاب سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ بیٹے دونوں  
اپنے زمانہ کے فاضل، ادیب اور حافظ قرآن تھے۔“

(۲)

## شیخ جعفر حافظ

(۱۰۲)

مذکور الصدق شیخ عبد اللہ کے فرزند ہیں اور وہ عبارت جی سے  
ان کے حفظ قرآن کا پتہ چلتا ہے۔ اجماع یہ ناظرین ہو چکی۔

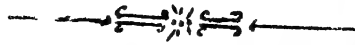
کتبخانہ واقع نجف اشرف میں موجود ہے۔ انھوں نے خود اپنا نام اس  
مجموعہ میں حسب ذیل الفاظ میں لکھا ہے۔  
محمد الشہ بدیشاہ ملا الحافظ القاری ابن لطف اللہ  
الحافظ الاصفہانی۔

(۵)

## شیخ مظفر حافظ

(۱۰۰)

ان کے بیٹے اور پوتے کا تذکرہ گیارہویں صدی کے شروع ہی میں  
عنقریب کیا جائے گا اسی سے انکا تعارف ہو جائے گا



## گیارہویں صدی ہجری

(۱)

## شیخ عبداللہ حافظ

(۱۰۱)

شیخ آقا بزرگ طہرانی نے کتاب "البدیع الباہرۃ فی تراجم من بعد  
العاشرۃ" میں ان کے فرزند شیخ جعفر حافظ کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

”وہ بہت بڑے عالم زہد اور عابد پرہیزگار اور متقی، فقیہ محدث  
 شخص تھے، اور زہد و تقویٰ اور عبادت میں اپنے زمانہ میں مثل و نظیر  
 نہ رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنے والد بزرگوار اور بھائی شیخ علی اور شیخ حسن  
 صاحب معالم اور سید محمد صاحب مدارک وغیرہ سے تفصیل علم کی۔ ان کے  
 تصانیف سے ہے رسالہ ارشاد النصف البصیر در طریقہ جمع امین احادیث  
 تفصیر رسالہ مفطرات رسالہ مجمع وغیرہ۔ وہ علم فقہ اور ادب میں بڑی  
 مہارت رکھتے تھے۔ میں نے ان سے پڑھا ہے اُس وقت جبکہ میری عمر  
 دس برس کے قریب تھی۔ وہ بہت خوش تقریر تھے اور مسائل و نکات  
 خوب محفوظ رکھتے تھے۔ اسی برس کی عمر میں ان کی آنکھیں جاتی رہیں سو وقت  
 انھوں نے قرآن حفظ کیا۔ پھر اس کے بعد ہندو لہے یہاں تک کہ نوے برس  
 سے زیادہ عمر تک پہنچے جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے ان کا ایک  
 طویل مرثیہ نظم کیا۔“

(۴)

۱۱۰۴ حاج محمد رضا ابن حاج عجب علی سنہ ۱۲۰۱

مشہد مقدس امام رضا علیہ السلام کے قاری اور حافظ احضرت  
 کے روضہ مبارک کے مجاور تھے۔ ان کے شاگرد ملا مصطفیٰ ابن ابراہیم تبریزی

(۱۳)

## شیخ عبدالسلام بن محمد الحرّی

(۱۰۳)

مشہور صاحب وسائل شیخ حرّی کے نانا اور اُن کے دادا کے حقیقی  
بھائی تھے شیخ حرّی نے اپنی کتاب اہل آل میں اُن کے حالات تحریر کئے  
ہیں اور لکھا ہے کہ

كان عالما عظيم الشأن حليلا لقدس زاهدا عابدا درعا  
فقيها محدثا ثقة لم يكن له نظير في زمانه في الزهد والعبادة  
قرأ على ابيه واخيه الشيخ علي وعلى الشيخ حسن ابن الشهيد  
الثاني العاملي وعلى السيد محمد بن ابي الحسن العاملي وغيرهم  
له رسالة سماها رسالة المنصف البصير الى طريقي الجمع بين  
اجبار التقصير ورسالة في القنطرة ورسالة في الحجة وغير ذلك  
من الرسائل والفوائد المفردة كان ماهرا في الفقه والعربية  
قرأت عليه وكان عمره نحو عشرين سنة وكان حسن التقرير  
جدا حافظا للسائل والنكت كفت بصرا وهو في سن الثمانين  
مخفيا اهرا ان في ذلك الوقت تم عمره حتى جاوز التسعين ولما  
توفي رقيقته بقبيلة طويلة .



## (۵) حسن علی بن حسن نعمی حسنی

۱۰۵۰

آقا شیخ علی کا شرف الغفار نے کتاب المحصن المنیع فی طبقات الشیعہ  
ج ۱ میں اُن کا تذکرہ کیا ہے۔ اُنکا پورا نام و نسب حسب ذیل ہے۔

حسن بن علی بن حسن بن محمد بن حسن بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن محمد بن  
حسن بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن محمد بن عیسیٰ نعمی حسنی، لکھا ہے۔ من

فضلاء الزمن و ادباءہ و علماءہ و شعراءہ ولد بصغاء و بجا  
فشاء و قرأ القرآن و اخذ عن والده علوما جمّة و قوت همته  
فی طلب العلم، لہ نظم قاخر۔

و وہ فضلاء نے رفہ گار اور ادباء و علماء و شعراء میں سے تھے۔ اُن کی

صناعات میں ولادت ہوئی اور وہیں نشوونما پائی اور مستر ان حفظ کیا اور

اپنے والد سے بہت سے علوم حاصل کئے اور طلب علم میں اُن کی بہت  
بلندی ہوئی گئی۔ وہ نظم بھی خوب کرتے تھے۔ اور اُن کے بہت عمدہ

اشعار موجود ہیں۔

اُن کا انتقال مکہ معظمہ میں آغاز محرم ۱۰۶۳ھ میں ہوا۔

— — — — —

شہرمدی نے اپنے رسالہ میں جو سند قرأت عاصم کے متعلق تحریر کیا ہے لکھا ہے کہ وہ علوم و دینیہ کے عالم اور مقدس ستی و پرست گار اور صاحب تصنیف تھے۔ اُن کا ایک رسالہ تحیات جاودانی، فارسی منظوم تجوید کے فن میں ہے جو حرز الامانی شاطبیہ کے مقابل سمجھا جاسکتا ہے۔ اور ایک رسالہ تحفۃ الحنین نشر ہے۔ وکان من حفاظ الحرم الشریف الرضویؒ۔ وہ حرم اقدس امام رضاؑ کے حافظوں میں سے تھے۔

تقریباً ۶۰ سال کی عمر میں ۱۰۵۵ھ میں انتقال کیا اور رواق حرم اقدس میں پائین پاکی طرف دفن ہوئے۔ انھوں نے قرأت کے فن کو پہلے اپنے والد حاج محمد علی سہروردی سے حاصل کیا تھا اور پھرروضۃ المامضا میں ملا محمد امین سے اسکی تکمیل کی اور انھوں نے قرآن کو اپنے دادا ملا عماد الدین علی شریف قاری استرآبادی سے پڑھا تھا جو فن قرأت میں بڑے کامل استاد اور عربی و فارسی تصانیف کے مؤلف تھے۔

آقا شیخ بزرگ طهرانی کی کتاب "البیور الباسرة فی المائۃ بعدۃ اشرف" میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

باپ نے نسبت السحر کے اوراق پر اُس کا تذکرہ اور اپنے دروغم کا اظہار  
کیا ہے جس میں اُس کے حفظ قرآن کا پتہ دیا ہے۔ ہم اُسے ذیل میں  
درج کرتے ہیں۔

ان الزمن العادس والمجد العاثر والیالی التساعة  
والایام التي حاسرت يوما ولا ساعة فنجعتني في شهر جمادی  
بما كان لصحة فرجی واسنی ودافا تبوت غصنی الناضر فقأت  
من انسانی الناطر ونجعتني بسلیلی واضرت بنارها علیلی  
وذھبت بولدی هلالا والحقات من کوکبی الزاهر ذبالا  
..... وكان قد بلغ من السنین عشر اوقار هلال  
ان يكون بدرا وحفظ من القرآن الى المدثر فامسى بالتاب  
مدثرافا عجيب لبقائي برغی بعده ولا تسل من دم قلبي و  
علینی عما جری فقد الله احتسبه راحلا بمری ومزیلا  
لاملی وغمری — وكانت ليلة الاربعاء الثانی عشر  
من جمادی الاولی سنة اربع عشرة ومائة والفاء فی الليلة  
المخوسة عندی ولا شاك ولا خلف وان كان الثواب هبت  
المصاب من ذی المنة فاقوا بی فی مصیبتی الدائمة الا الجنة  
”غدا ارمی اود بر گشته مقدر اود جا نگر اشب و روزی که جو

(۶)

## حافظ محمد

(۱۰۶)

ان کے فرزند حافظ سید محمد رضا کا تذکرہ اس کے بعد آئے گا۔  
 میرزا محمود تبریزی نے اپنی سند قرأت میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا  
 ہے۔ (الحافظ الامجد والنسب الاوحد السيد محمد)  
 انہوں نے صلاح محمد رضا سنہ واری سے جن کا تذکرہ اس کتاب میں  
 آچکا، حفظ قرآن کیا تھا۔

## یار صومئى ہجرى

(۱)

## اسحق بن یوسف صنعائی

(۱۰۷)

کتاب نسوۃ آخر فہم شیعہ و شیعہ کے مصنف سید ضیاء الدین یوسف  
 ابن یحییٰ بن حسین ابن مویذ باللہ ابن منصور باللہ قاسم بن محمد علی صنعائی  
 کا نو نسل اور کسی ہی میں مسافرت کر جانے والا فرزند، دروہ رسیدہ

چینیہ۔ اس کا قلمی نسخہ عراق کے بڑے مؤرخ سید حسون ہراتی کے  
تلم کا لکھا ہوا، ہم نے نجف اشرف میں دیکھا تھا، اور وہ ہمارے دوست  
علامہ مرزا محمد علی اور دہادی کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

(۲)

لو سید بخت غلام حسن ابن تاج محمد خاں مرہٹہ  
موسیٰ بہاولپور ابن غلام حسن ابن تاج محمد خاں مرہٹہ

سید کریم حسین صاحب مرہٹہ مرحوم کی کتاب "تاریخ زیدیہ" میں انکا  
ذکر ہے۔ لکھا ہے۔ آں عمدہ دودمان و خلاصہ قرآن حافظ قرآن  
و عالم علم ادیان و منصب دار و موثر پیشگاہ و الیان ملک زمان بود۔

(۳)

سید عنایت اللہ

(۴۹)

مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کے شاگرد سید اسماعیل بن قطب عالم  
بلگرامی تھے۔ جنہوں نے بلگرام میں مذہب مامیہ کی تبلیغ کی ہے۔ تاریخ اہل  
میں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ کے شاگرد سید عنایت اللہ صاحب  
حافظ قرآن اور طبیب حاذق تھے۔

ایک دن بلکہ ایک ساعت بھی انسان کو خوش نہیں دیکھ سکتے میرا دل  
 دکھایا جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں اُس نعمت کو سلب کر کے جو میری خوشی کا  
 سرمایہ اور میرے انس و محبت کا مرکز تھی۔ انھوں نے میری شاداب شاخ  
 توڑ ڈالی اور میری آنکھ کی پتلی کو بے نور کر دیا۔ مجھے داغ دیا میرے فرزند  
 کا اور آتش فراق کے شعلے میرے دل و جگر میں بھڑکا دیئے۔ انھوں نے  
 میرے بچے کو ہلال ہونے کے عالم میں غروب کر دیا اور میرے چلتے ہوئے  
 ستارہ کی روشنی کو گل کر دیا۔ وہ دس سال کی عمر تک پہنچا تھا اور ہلال  
 اُس کا اب ماہ کامل ہونے کے قریب تھا۔ اُس نے قرآن سورہ مدثر  
 تک حفظ کیا تھا جس کے بعد وہ خاک میں مدثر (چادر اور مٹھے ہوئے)  
 ہو گیا۔ مجھے حیرت ہے کہ میں اپنی تمام امیدوں کے برخلاف اُس کے بعد  
 زندہ ہوں۔ سمجھ نہ پونچھو کہ میرے خون دل اور آنکھوں سے بہتے ہوئے  
 اشک غمیں کا کیا عالم ہے، خدا کے حوالہ کرتا ہوں اُس جانے والے کو جو  
 میری خوشیاں ساتھ لے گیا، اور میری امید اور فیہر خیال پرانی ہو گیا  
 وہ مشب چار شنبہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۱ھ تھی جو میرے نزدیک  
 انتہائی نحوس رات کہی جاسکتی ہے۔ اگر ثواب انسان کا نعم حقیقی کی  
 طرف سے بقدر مصیبت ہوتا ہے تو بے شک میرا ثواب میری اس دلدلی  
 مصیبت کے سبب جنت کے سوا نہیں ہے۔ کتاب نسمۃ السحر باب

میں مستند اور محتاط، اپنے زمانہ کے امام اور اپنے دور کے یکتا تھے۔ تمام علماء نے اُن کو تسلیم کر لیا اور تمام علماء نے اُن کی فضیلت کا اقرار کر لیا۔ وہ تمام علوم کے جامع تھے اور تمام فنون میں علامہ کا درجہ رکھتے تھے۔ خوش تقریر، خوش تحریر تھے، مقرر، شاعر، زبان آور تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مصنف، جامع بھی بہت تھے۔ اُن کے علوم میں سب سے زیادہ نمایاں حیثیت حدیث - رجال اور تاریخ کو حاصل تھی۔

شیخ یوسف بھرتی نے نوۃ البحرین میں اسے درن کیا ہے اور کہا ہے کہ خود شیخ سلیمان کے قلم سے حسب ذیل تحریر یہی نظر سے گزری ہے۔

كان مولدي في ليلة النصف من شهر رمضان من السنة الخامسة والسبعين لله في بلاد طرابلس عاصمة دول حفظ الكتاب الكريم ولي سبع سنين تقريبا واستشهد من غرة في كسب العلوم ولي عشر سنين ولما اذل مشغلا بالانضال الى هذا الاذن وهو العام التاسع والتسعون والالف.

دمیری ولادت شب نیمہ ماہ رمضان ۵۸۰ھ سنہ ۱۱۸۵ء کے طالع میں ہوئی۔ اور میں نے قرآن حفظ کیا جب کہ میری عمر تقریباً بیس (۲۰) اور کچھ ماہ کی تھی اور پھر میں نے تحصیل علم کی طرف توجہ کی جب کہ میری عمر دس برس کی تھی۔ اور میں ابھی تک کہ جو ۱۱۸۵ھ ہے تحصیل علم میں مصروف ہوں۔

(۴)

## علامہ شیخ سلیمان ابن عبد البر بنی

(۱۱)

فرقہ شیعہ کے بہت بڑے عالم اور بلاد بحرین میں مرجع خلافت تھے۔  
 علامہ مجلسیؒ سے بلاد واسطہ روایت احادیث کرتے تھے اور ان سے خود بہت  
 بڑے بڑے علماء کو شرفِ تلمذ و روایت حاصل ہے۔  
 شیخ عبد اللہ بن صالح بحرانی نے جو ان کے شاگرد بھی تھے۔ ان کے  
 تذکرہ میں لکھا ہے۔

كان هذا الشيخ اعجوبة في الحفظ والدقة وسرعة الانتقال  
 في الجواب والناظرات وملاقة اللسان له اسئلة قط وكان ثقة  
 في النقل صابغا امام عصره وحيد في دهره اذ عنت له جميع  
 العلماء واقرب فضل جميع الحكماء كان جامعاً لجميع العلوم علامة  
 في جميع الفنون حسن التقدير عجيب التحريض خطيباً متاعاً مفضواً  
 وكان ايضا في غاية الانصاف وكان اعظم علومه الحديث  
 والرجال والتواريخ

”وہ قوت حافظہ اور وقتِ نظر اور حاضر جوابی اور قدرتِ مناظرہ اور  
 زورِ تقریر میں انچوبہرہ و نگار تھے۔ میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔ وہ نقل و روایت



## حافظ سید عبدالفتاح

(۱۱۲)

مذکورہ صدر سید محمد رضا کے بھتیجے تھے اور انہی سے حفاظ قرآن کیا تھا۔ حافظ سید محمود نے ان کا بھی ذکر کیا ہے، اور حسب ذیل الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (الحافظ الفاضل البارع الکامل العارف بمعارف التعمیل صاحب الوسخ والصلاح السید عبدالفتاح وهو قرأ علی النعمہ الاکرم العالم الحافظ المسید محمد رضا۔)

## تیرھویں صدی

(۱۱)

## حافظ سید تیری

(۱۱۳)

سابقہ الذکورہ سید عبدالفتاح کے بیٹے ہیں۔ ان کے پوتے حافظ محمد تیری تھے ان کا ذکر اپنی سقراط میں کرتے ہوئے حسب ذیل الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (الشاہد العابد العاقل الحافظ النقی الاقا)

یہ عبارت جس کا کلمۃ البحرین میں حوالہ دیا گیا ہے۔ ہم نے خود شیخ  
سلیمان بحرینی کے اُس رسالہ کے آخر میں دیکھی ہے جو موصوف نے تلامذہ  
آفتدی مصنف ریاض العلماء کی فرمائش سے حالات علماء بحرین میں لکھا ہے۔  
یہ رسالہ ہم کو نجف اشرف میں ملا تھا اور اُسے ہم نے اپنے قلم سے نقل  
کر لیا تھا جو طے پاس موجود ہے۔

موصوف نے ۱۰۸۰ رجب الاول کو انتقال فرمایا۔

(۵)

## حافظ سید محمد رضا (۱۱)

ان کے والد سید محمد کا تذکرہ اس کے قبل آچکا ہے۔ سید محمود  
تبریزی حافظ نے اپنی سقراط میں ان کا تذکرہ حسب ذیل الفاظ میں  
کیا ہے۔ العالم الحافظ السید محمد رضا وهو قرأ علی ابیہ  
الحافظ الامجد والنیل الاوحد السید محمد۔  
”انہوں نے حفظ قرآن اپنے والد حافظ سید محمد سے کیا۔“

بقی علوم الفرقان، مخزن الآیات فی کشف الکلمات البہرات۔  
مخازن التحف الناصریۃ فی قراءۃ الایۃ الاثنی عشریۃ۔ جواہر القرآن فی  
علوم الفرقان بالعربیۃ۔ حل الجواہر خلاصہ فارسی کتاب جواہر القرآن۔  
انہوں نے اپنی کتاب جواہر القرآن کے آخر میں اپنا سلسلہ قرأت  
تحریر کیا ہے اور لکھا ہے۔

(ما سندی قراءة المؤلف فاعلم انی قرأت بحجۃ القرآن علی  
سیدی وسندی ووالدی وھو العالم الوئید الخ  
میں نے قرآن اس قرأت کے ساتھ حفظ کیا ہے اپنے سید و آقا والد  
حافظ سید محمد طاب ثراہ سے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ ایران  
میں طبع ہو گئی ہے۔

(۴۴)

## نواب مرزا سیر علی خاں

(۱۱۶)

نجل الدور کی نسل سے، نواب اور نواب زادہ تھے۔ ان کے والد  
کا نام نواب محمد علی خاں تھا۔ اُس زمانہ کے روسا بھی علم و سنہر اور اکثر فزون  
فضل و کمال سے بے بہرہ نہ رہتے تھے۔ مرزا سیر علی خاں نے علم قرأت اور  
تجوید کی طرف توجہ کی۔ اُن کا ایک رسالہ قرأت و تجوید کے متعلق

(السید محمدی حبیبہ اللہ من رفقاء جدہ ۱۱ حسین سبط  
النبیؐ وهو قرأ علیہ) (سید عبدالفتاح

(۲)

## حافظ سید محمد تبریزی

(۱۱۴)

حافظ سید محمدی کے فرزند۔ ان کے بیٹے میرزا محمود تبریزی نے  
اپنی سند قرأت میں لکھا ہے۔

(فی قرأت القرآن علی سیدی و مسندی و والدی و  
هو العالم الموقد والفاضل المسدد والحافظ المحمد الحاج  
السید محمد حشرہ اللہ تعالیٰ مع جدہ الامجد و هو  
قرأ علی والدہ الماحد الزاهد العابد العامل الحافظ النقی  
الآقا السید محمدی۔

(۳)

## میرزا محمود حافظ تبریزی

(۱۱۵)

ناصر الدین شاہ بادشاہ ایران کے عہد حکومت میں تھے سلطان  
لقب تھا۔ انھوں نے متعدد کتابیں اپنے فن میں تحریر کیں خزان القرآن



”سنارال لفرقان“ نام مطبوع اثنا عشری لکھنؤ میں طبع ہوا تھا۔ اس پر چاہیے  
 بعد مغفور ستید العلماء، سید محمد ابراہیم فردوس مکان طاب ثراہ کی تقریظ  
 بھی ہے، اس سالہ کے خاتمہ میں مصنف نے اپنی سند قراءت ذکر کی ہے جو  
 صحیح ذیل ہے۔ اُسی سے اُن کے حفظ قرآن کا پتہ چلتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔  
 ص ۲۱۔ ۳۲ رسالہ مذکورہ۔

”اب کچھ سند قراءت اس فقیر کثیر التقصیر کی بھی تحریر کرنا ضروری ہے  
 یہ ہے کہ ائمہ نے سن ۱۲۳۷ھ سے شوق ذاتی تحصیل علوم کا ہوا  
 اور ہر اہل مہر سے سیکھا۔ چنانچہ جب فہم قرأت کی آئی اور جاننا کہ  
 بدوین اس کے نازل کیاں صحت سے عاری ہے۔ لہذا ائمہ متاخرین کی کتب  
 و صحیحین میں جو صفت طکی صفات معنی القات قات عاتق  
 قدوة المؤمنین قدوة العارفين اذ علیہم اکریدہ۔ لہذا یہ بات ائمہ  
 ائمہ و کتبہ و ارجاء اس دست و عن جناب سید حسن صاحب مدظلہ العالی  
 جناب شہر کتاب سید الداعی صاۃ مجتہد العصر کی کہ زیادہ تر بات اپنے شہر  
 اور صاۃ پاک سے اُن کے عاجز و قاصر ہے۔ اگر وہ اور مدعیان اعتبار  
 اور بصاۃ اُن حضرت کی لکھوں تو دو فائز بیا میں سمائے۔ کمال  
 ائمہ و زات پاکیزہ صفات و اعلم علوم ربانیہ عارف بساط دینیہ و  
 شریعیہ و روحانیہ علم قراءت میں کامل تجوید و ترتیل بالکل حاصل۔

وغیرہ سے تحصیل علم کی۔ اور فقہ، حدیث، رجال میں یگانہ روزگار ہوئے۔  
 آقا شیخ علی کا شغف الغطار نے کتاب "حصون نفعہ فی طبقات الشیعہ"  
 میں ان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ اُس کا ضروری اقتباس حسب ذیل  
 ہے جس سے اُن کے حفظ قرآن کا ثبوت ملتا ہے۔

کان رحمہ اللہ اوحداً فی علم الرجال صولعاً بالعبادۃ حافظاً  
 البتام الصحیفۃ الکاملۃ وکثیر من الادعیۃ وکان یطیل لقنوت فی  
 الصلوٰۃ وکلما یحضرہ بعض المامومین یحبیب من لہا  
 قنوتہ قل ووقوفہ بین یدی مرابہ وکان مواظباً علی ان یصلی  
 نافلۃ المغرب بصورۃ صلوٰۃ جعفر الطیار وکان حافظاً لکلام  
 اللہ المجدید لکنوۃ تلاوتہ۔

”وہ علم رجال میں یگانہ عبادت کے دلدادہ۔ اور تمام صحیفہ کاملہ اور  
 اکثر دعاؤں کے حافظ تھے۔ نماز میں قنوت بہت طولانی پڑھتے تھے، اور  
 جب کوئی شخص امامین میں سے آپ کی شکایت کرتا تھا تو فرماتے تھے کہ  
 جس کا قنوت طولانی ہوگا اُس کو بارگاہ الہی میں (حساب کے موقع پر)  
 ٹھہرنا کم پڑے گا۔ آپ کی عادت تھی کہ نافلہ مغرب کو بصورت نماز جعفر طیار  
 پڑھتے تھے، اور قرآن مجید کی آپ نے اتنی زیادہ تلاوت کی تھی کہ حافظ قرآن  
 ہو گئے تھے۔“

(۵)

## حاجی حافظ امداد علی صاحب (۱۱)

کتاب تاریخ العلماء میں بذیل حالات مولانا گلشن علی صاحب جو پوری اعلیٰ الشہ مقامہ لکھا ہے کہ آپ کے تلامذہ بہت ہوئے۔ ان میں حاجی حافظ مولوی امداد علی صاحب پیشاؤ کا نام بھی درج کیا ہے۔  
مولانا گلشن علی صاحب کی وفات ۱۲۹۱ھ میں ہوئی ہے۔

(۶)

## حافظ شیخ محمد علی صاحب بنارس (۱۱۸)

تاریخ العلماء میں مولانا گلشن علی صاحب مرحوم کے تلامذہ میں ان کا نام بھی درج کیا ہے۔

ان کے حالات کچھ معلوم نہیں ہیں۔

(۷)

## حاج ملا علی ابن میرزا خلیل طبرانی (۱۱۹)

اکابر مجددین شیعہ اور علمائے شیعہ اشرف سے تھے۔ صاحب جواہر



تایخ العلماء میں ہے کہ آپ گیارہ سال سلطان پورا اور ٹانڈہ میں  
 حاضر ہو کر مقرر رہے، اور اس طرح سے قبیلے نے کہ کسی کو موقع  
 شکایت کا نہ ملا۔ ایک مرتبہ آپ نے راجہ مان سنگھ کی دربار شاہی میں شرکت  
 کر دی کہ مقدمات مرجع میں بے توجہی کرتے ہیں اور امداد نہیں دیتے تو  
 فرمان شاہی جاری ہوا کہ ”غزنیہ القدر راجہ مان سنگھ بے نصیحت باشندہ  
 از اشتغال قمر سلطانی امین نباشند و شکوہ و شکایت خفی حافظ انور علی  
 در حق خود مودثر دانند“

غدر کے بعد آپ اپنے وطن ”مٹھانہ پھن ضلع منظر نگر“ میں جا کر مقیم  
 ہو گئے تھے۔ اور شعبان ۱۲۹۷ھ میں وہیں انتقال کیا۔

آپ کی ولادت ۱۲۳۳ھ میں تھی۔ ۱۲۴۷ھ میں قرآن حفظ کیا اور  
 حفاظ کے مجمع میں پڑھ کر سنایا۔ ۱۲۴۹ھ میں بغرض تحصیل علم دہلی گئے اور  
 شاہی مدرسہ میں داخل ہو کر مقدمات کی تکمیل کی۔ اور ۱۲۵۶ھ میں  
 دہلی سے لکھنؤ گئے۔

۱۲۶۱ھ میں مجددہ اقامت فرمائے۔ ۱۲۷۱ھ میں جلالہ سلطنت  
 ہو کر آپ معزول کئے گئے اور اسکے بعد ۲ سال اپنے وطن میں گزارے۔  
 ایک رسالہ تحقیق نجاست سیت اور نبوت حافظ قرآن شریف کے  
 بارے میں جناب سلطان العلماء مولانا سید محمد رضا آتاب طالب شاہ کا پرائے

مؤرخ سید حسون برقی نے کتاب "معادن الشرف" میں لکھا ہے کہ  
 "انہ کان حافظاً للناس یتدواکما یجیل۔" وہ تدریس اور انجیل کے  
 سبھی حافظ تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۲۷ھ میں اور وفات ۱۲۹۷ھ میں واقع ہوئی۔

(۸)

## حافظ مفتی انور علی صاحب (۱۲۰)

آپ صرف حافظ قرآن نہیں بلکہ عالم دین بھی تھے۔ جناب سید العلماء  
 مولانا سید حسین علیہین مکان طالب نراہ سے فقہ و اصول کی تعلیم حاصل کی  
 اور ۱۲۷۱ھ میں جبکہ اودھ کے مختلف مقامات کے لئے مفتیان مذہب شیہ  
 کی تقرری ہوئی، جو موافق شریعت فیصلہ کریں تو موعود بھی اس سلسلہ  
 میں منصب افتاء پر مقرر کئے گئے۔

وہ بارہ آدمیوں کی فہرست تھی جس میں سب سے پہلے حافظ انور علی صاحب  
 کا نام تھا، اور آخر میں مولوی سید ضامن علی صاحب بدولوی کا۔

کسی نے دیکھا کہ یہ فہرست بہت مبارک ہے کہ اس میں شروع  
 ہی میں اللہ کی حفاظت موجود ہے۔ جناب سید العلماء نے تبسم کے ساتھ  
 فرمایا "اور آخر میں امام ضامن کی ضمانت بھی ہے۔"

کوئی حافظ قرآن نہیں ہو سکتا۔ مولانا سید علی حسن صاحب جاسسی اعلیٰ شہ  
مقامہ، جو ممتاز العلماء سید تقی صاحب قبلہ حجت مآب کے شاگرد اور جاس  
کے مستند عالم تھے، انھوں نے سید یونس جان صاحب کے نام ایک تفصیلی  
مکتوب تحریر فرمایا جس میں شیخی حافظ قرآن کی فرست مذکورہ بالا جناب  
سلطان العلماء کے رسالہ کے مطابق تحریر فرماتے ہوئے سب سے پہلے مفتی  
حافظ انور علی صاحب کا نام لکھا تھا۔

نگہ ایوں کے سنی عالم مولوی عبدالعلی صاحب نے اس مکتوب کے جواب  
میں ایک مضمون تحریر کیا تھا جس میں حافظ صاحب کے نام کے اوپر لکھا  
کہ شکوت و سراغ اس حضرت مرقوم نفوس مذکورہ نیست کہ موجب  
چلیست ۱۱

مولوی سید احمد رضا ابن سید محمد رضا ابن جناب سید غلام محمد صاحب  
بخاری جاسسی نے، جو مولانا علی حسن صاحب مرحوم کے شاگرد تھے، ایک  
رسالہ ذکر الحافظ کے نام سے تحریر کیا جو ”گلشن فیض“ نامی مطبع میں شائع  
ہوا۔ اس میں مذکورہ بالا مضمون کا جواب دیتے ہوئے حافظ انور علی  
صاحب کی نسبت تحریر کیا ہے۔

”چونکہ ایشان از شاہرہ حفاظ و صاحب منصب والا و متسوب بعبدہ  
افتخار در ملک اودھ بودہ اند و از نام و نشان ایشان اکثر مردم وقوفی

زمانہ کا چھپا ہوا ہمارے پاس موجود ہے جس پر لکھا ہے "الحمد للہ کہ رسالہ تحقیق نجاست میت در سالہ ثانی ثبوت حفاظ قرآن عشر شیعان" اہلبیت علیہم السلام من قراء لے جناب ملا ملک آباد قدسی القاب فخر الاولین سند آخرین، کبیر المجتہدین، فضل المتکلمین حضرت مولانا سلطان العلماء سید محمد رضا آستانہ تصحیح فاضل جلیل متجرب فیل، زبدہ اقران و عمدہ مامران البارغ التوقد الذی الصاحح الورع المتقی مولوی سید علی نقی مدرس کیننگ کالج لکھنؤ زید فی اکرامہم در سطح احمدی باہتمام مرزا آغا علی طبع شد۔ اس میں شروع کے نو صفحے تو سلسلہ نجاست میت سے متعلق ہیں۔ اور آخر کے چار صفحات میں حفظ قرآن کے متعلق ایک تبصرہ ہے اس میں اس خیال کو غلط ثابت کرتے ہوئے کہ شیعوں نے حفاظ قرآن نہیں ہوتے، بارہ آدمیوں کی فہرست درج کی گئی ہے جو اس زمانہ میں حفظ قرآن کے وصف سے متصف تھے۔ اس میں سے پہلا نام حافظ انور علی صاحب مرحوم کا ہے، اور لکھا ہے کہ فرقہ حقہ شیعہ سے مفتی حافظ سید انور علی صاحب اسوئٹہ میں اشرافیا رکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت میں آپ لکھنؤ ہی میں موجود تھے۔ ۱۲۹۲ھ میں قصبہ نگواؤں کے ایک سنی رئیس جو دھری شرف الدین صاحب نے شیعوں میں حفظ قرآن کے مسئلہ کو اٹھارہ، اور یہ ظاہر کیا کہ شیعوں

شہان برائے جمہور مذکور است

مسئلہ ۱۱ میں ہے، پسندیدہ کہ انجام کار اہل فرنگی محل وغیرہ ادا ہست کہ  
مکذّب وجود و حفاظ بود نہ چہ بشد کہ چگونہ بمقابلہ مرزا محمد تقی صاحب مہض آبادی  
ہنگام امتحان منفعل و بمل شدند۔

(۱۰)

## حافظ محمد سبحان صاحب

(۱۱۲)

رسالہ حفاظ سلطان العلماء میں ہے "حافظ محمد سبحان صاحب  
مآخذہ میں "سولوی عارفین" صاحب جہانگیری "حافظ محمد سبحان صاحب  
در اندہ" یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ "اندر" آواز دہے جس کو اساطیر قیام  
کی غلطی اور کونسا صحیح ہے۔

(۱۱)

## حافظ مرزا حمید ریگ

(۱۱۳)

سلطان العلماء کے رسالہ میں ہے "حافظ مرزا حمید ریگ صاحب  
سہارنپور میں "مولانا علی حسن صاحب کے یہاں ہے "حافظ مرزا  
حمید ریگ صاحب دہسارنپور۔"

داشتند۔ لہذا کتبہ بر اسم سامی ایشان کردہ شد۔

(۹)

## میرزا محمد تقی خان فیض آبادی

(۱۳)

جناب سلطان العلماء و طالب نزاد کے رسالہ حفاظ قرآن کی فہرست میں  
بارہواں نام ان کا ہے، لکھا ہے: "حافظ محمد تقی خاں صاحب فیض آباد میں  
ہیں۔ مولوی علی حسن صاحب مرحوم نے بھی اپنے مکتوب میں لکھا ہے: "حافظ  
محمد تقی خاں صاحب در فیض آباد۔"

ذکر الحافظ ص ۳ میں ہے: "حفاظ ہم در این فرقہ ناجی بھی مہجودان  
کہ نظر لے آں دستیان این ناحیہ مفقود اعنی اگر سلسلہ قرأت کدای سورہ  
از دست حفاظ ستیاں رفت تا وقتیکہ از سرگیرند باز اتمامش میسر نمی شود  
و بیان اینہی کہ کدام آیت در کدام سورہ است و کدام لفظ در چند جا واقع  
شدہ از آہنہ در غایت اشکال بلکہ محال میگردد و بھراشتہ این نقص را  
شیعیان برداشتہ بفضلہ تعالیٰ کما لے ہم رسانیدہ اند کہ در تمام سورہ محتاج  
بقائے سلسلہ نیستند و در نشان دادن آیات و میان وقوع الفاظ  
مکررہ علاوہ بر حفظ قرآن مجید مہارت تامہ دارند چنانچہ عوۃ القراء مرزا  
محمد تقی صاحب فیض آبادی بن الفریقین در این کمال مشہور و اوصاف

(۱۵)

## پسر حکیم مظفر حسین رضا

(۱۲۷)

جناب سلطان العلماء کے یہاں ہے ”پسر حکیم مظفر حسین صاحب رہا پڑھیں“  
مولانا علی حسن صاحب لکھتے ہیں ”حافظ پسر حکیم مظفر حسین صاحب رہا پڑھیں“

(۱۶)

## حافظ خیرات علی

(۱۲۸)

جناب سلطان العلماء تحریر فرماتے ہیں ”حافظ خیرات علی لکھنؤ مفتی گنج میں“  
مولانا علی حسن صاحب نے لکھا ہے ”حافظ خیرات علی صاحب در لکھنؤ“  
محکمہ مفتی گنج۔

(۱۷)

## حافظ غلام رضا

(۱۲۹)

سلطان العلماء لکھتے ہیں ”حافظ غلام رضا بکھڑا دی تھیں“  
مولانا علی حسن صاحب فرماتے ہیں ”حافظ غلام رضا صاحب در لکھنؤ“

(۱۲)

## حافظ ولی محمد

(۱۲۳)

جناب سلطان العلماء لکھتے ہیں ”حافظ ولی محمد صاحب نانوتہ میں“  
مولانا علی حسن صاحب کے یہاں ہے۔ ”حافظ ولی محمد دربانوہ“  
یہ غالباً چھاپہ کی غلطی ہے۔ صحیح ”نانوتہ“ ہے۔

(۱۳)

## حافظ عابد علی

(۱۲۴)

سلطان العلماء فرماتے ہیں ”حافظ عابد علی صاحب میرٹھ میں“  
مولوی علی حسن صاحب نے لکھا ہے ”حافظ عابد علی صاحب میرٹھ“

۱۱۴۰

## حافظ محمد حسن

(۱۲۵)

سلطان العلماء طبائثرہ کے رسالہ میں ہے حافظ محمد حسین صاحب سنگور میں“  
مولانا علی حسن صاحب کے یہاں ”حافظ محمد حسن صاحب در سنگور“  
یہاں بھی چھاپہ کی بے اعتدالی سے اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔



# چودھویں صدی ہجری

(۱)

## ملائنظر علی طالقانی

(۱۳۱)

در المآثر والآثار مطبوعہ ایران ملک میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس عالم عامل و فقیہ فاضل، حافظ قرآن و مقیم طهران و مفسر ایران بود۔  
 ۱۳۱۱ھ میں مشہد مقدس امام رضا میں انتقال کیا۔  
 سید محمد ہمدی موسوی کی کتاب "حسن الودیعۃ فی تراجم علماء الشیعہ" (۱)  
 میں بھی اسکو نقل کیا گیا ہے۔

(۲)

## شاہزادہ میر محمد حسن علیخان

(۱۳۲)

ابن میر محمد نصیر خاں بہادر تالپور الی حمید آباد

علم دوست و علم پرور صاحب فضل و علم رئیس تھے۔ باری فند علیائی

(۱۸)

## حافظ فیض اللہ

(۱۳۳)

بجز سلطان العلماء فرماتے ہیں "حافظ فیض اللہ صاحب قصبہ سمین میں"  
مولوی کاظم حسن صاحب نے لکھا ہے "حافظ فیض اللہ صاحب درسمین"  
افسوس ہے کہ ان حضرات کے حالات اور زمانہ وفات ابھی تک ہم کو  
معلوم نہیں ہو سکتے بہت ممکن ہے کہ ان میں سے بہت سے حضرات ہمارے  
سیار کے مطابق جو صدیہ ہجری سے تعلق رکھتے ہوں۔

جیسا کہ اسی فہرست میں "مفتی جعفر علی حارچوی اعلیٰ اللہ مقامہ" کا  
نام بھی ہے لیکن ان کا زمانہ وفات ہم کو معلوم ہو سکتا ہے، اس لیے جو دعویٰ  
صدیہ ہجری میں ان کا زمانہ وفات ناظرین ہوگا۔



طاب نژاد نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ جب میں لکھنؤ میں تھا تو جناب قاری حافظ مولوی سید جعفر علی صاحب لکھنؤ تشریف لائے اور میرے خاندان سے اُن کو خصوصیت زیادہ تھی، اور جلسہ قراءت جناب ممتاز العلماء کے مکان پر قرار پایا، اور اُس میں علماء و مجتہدین لکھنؤ و طلباء کثرت فرمائی، افروز تھے، تو آپ نے سورۃ الدھر اور سورۃ الرحمن کو بقراءت حسنہ پڑھا، اور ابتدا بسکون جو خاص اُن کا کام تھا ادا فرمایا۔

جناب سلطان العلماء کے رسالہ حفاظ قرآن میں اُن کا تذکرہ بایں الفاظ ہے ”مولوی سید جعفر علی صاحب قاری و حافظ کلام اللہ جارچہ ہیں“ مولوی علی حسن صاحب نے لکھا ہے ”مولوی جعفر علی صاحب حافظ و مدرس مدرسہ دہلی ساکن جارچہ“

۱۲۸۷ھ میں بعمر ۸۸ سال تقریباً انتقال فرمایا۔

اس کے صاحبزادہ جناب مولانا سید عباس حسین صاحب معلم و نبات اسلامیہ یونیورسٹی علیگڑھ تھے جن کا تذکرہ اس کتاب میں آئندہ آئیگا۔

(۴)

حاج مرزا محمد حسین شہرستانی

(۱۳۴۲)

گزشتہ آخری دور کے بڑے مجتہد کربلائے معلیٰ میں مرجع خلق جامع علم

کی کتاب "میزان الحق" کی رو میں ایک ضخیم کتاب لسان الحق کے نام سے  
 لکھی، جو نواب میر علی پور میں طبع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے نام کی سچ  
 بہ مصنف کتاب کے تعارف کی حیثیت سے جو عبارت درج ہے وہ حسب ذیل ہے،  
 "مقدس فاضل عالم کامل صاحب لسان الصدق و بیان الحق حافظ قرآن  
 سرکار شہزادہ میر محمد حسن علی خاں والی حیدرآباد سندھ۔"

(۳)

## ۱۳۴۵ قاری حافظ جعفر علی صاحب چچوی

مشہور قاری و حافظ، عالم دین تھے۔ تاریخ العلماء میں ان کا تذکرہ  
 بہت تفصیل کے ساتھ ہے۔

آپ جابر صانع بلند شہر میں متولد ہوئے۔ ابتدائی کتابیں دہلی میں پڑھیں  
 پھر لکھنؤ آکر تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ انتہائی کتابیں جناب سید العلماء  
 علین مکان سے پڑھ کر فلاح تحصیل اور درجہ فضل و کمال پر فائز ہوئے۔  
 علم قرأت میں آپ قاری مرزا احمد علی اصفہانی تبریزی کے شاگرد تھے  
 جو ایران سے آکر لکھنؤ میں مقیم ہوئے تھے۔ ان کا تذکرہ نواب مرزا میر علی خاں  
 کے خود نوشت حالات میں اسکے قبل درج کتاب ہو چکا ہے۔  
 آپ نے اس فن میں اتنی ترقی کی کہ یگانہ روزگار سمجھ لئے گئے۔ علامہ کنہوری

# شیخ صالح بنجی

(۱۳۵)

بنجی کے زائر ہستی، عرب شاعر تھے شیخ محمد مبارک الدین صدر شریعت  
کی کتاب "فوائد جانیہ" (مطبوعہ ایران) میں لکھا ہے۔

من الاخیار المقدرین المخلصین للآئمة المعصومین الطاهرين  
حافظ القرآن العظيم المبين ومن الزهاد العباد والعلم والسداد  
لہ قصیدہ فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عارض  
بجہ قصیدہ بانٹ سعاد اوٹھا

صالحی ولی کبدی بجھا مابتول و دم بصارم لخطھا مطلول  
(مشکو و تمنعنی واشکو فعلھا و تمیل بی فامیل حیث تمیل  
وہ نیک۔ مقدس۔ محب البیت بڑے پر خلوص انسان اور حافظ  
قرآن مجید تھے۔ زہد و تقویٰ اور عبادت کے ساتھ ساتھ اہل علم میں محبوب  
ہوتے تھے۔ اُن کا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیچ میں ایک قصیدہ  
ہے جو قصیدہ بانٹ سعاد کے طرز پر ہے۔ اس کے ابتدائی دو شعر وہ ہیں جو اصل  
عبارت میں درج ہوئے۔

و کمالات تھے۔ شب بخشب ۱۵۷۷ھ ارشوال ۱۲۵۷ھ کو انشاء (دوران) میں متولد ہوئے، اور نشوونما کے ساتھ ابتدائی کتابوں کی تحصیل بھی وہیں کی۔ ۱۲۷۱ھ سال کی عمر میں کر بلائے ملتے آئے، اور دوسری کتابوں کی تکمیل کر کے اصول فقہ منطق و فلسفہ، ریاضی، نجوم وغیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تعذیب و تالیف کا ذوق فطری تھا۔ ابتدا ہی سے ہر علم میں کتابیں لکھنا شروع کیں، اور صاحب تصانیف کثیرہ ہوئے، علم اصول کی آخری کتاب "حایۃ المسدیل" لکھی جو ایران میں طبع ہو چکی ہے۔

اسکے بعد آپ نے پوری توجہ علم فقہ کی طرف صرف کر دی، اور درس سطحی اور درجہ خارجی کے طور پر مسائل شرعی کی تحقیقات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، اور بہت سی کتابیں اس سلسلہ میں تصنیف کیں۔

انھوں نے خود اپنی کتاب "کشلول (زوائد الفوائد)" میں اپنے حالات لکھے ہوئے اس موقع پر تحریر کیا ہے۔ وحفظ القرآن العظیم فی خلال ثلاث۔

”میں نے اس دوران میں قرآن مجید بھی حفظ کیا ہو۔“

۱۲۸۷ھ ارشوال ۱۲۶۷ھ کو انتقال کیا، اور رواق حرم "انصرت سید الشہداء" میں اپنے خاص خانہ دانی مقبرہ کے اندر دفن ہوئے۔

قوی الحافظہ سریع البدیحة وحفظ القرآن وهو ابن ثلثة عشر  
سنة ثم قرأ العربية وغيرها على العالم الفاضل الشيخ محمود سماکة و  
حضر الفقه والاصول على العلامة السيد محمد القزويني وكان قد جم  
ديوان شعره على محمد حيوة وكان يحسن الاستعارة ومات يافعا  
١٢٩٩ هـ ولوعاش قليلا وكان له شأن كبير وشعر كثير في علم  
الادب وقيل بعد بناة الى النجف ودفن في العريجا -

۱۲۹۶ھ میں حملہ میں ولادت ہوئی، اور اربار حملہ کی صحبت میں نشوونما  
پائی۔ اور قوت سامعہ کی ادا دوسے فارغ التحصیل ہوئے، اور پرکیرف و ذائقہ  
اشعار نظم کرنے لگے۔ لوگ انھیں حملہ کا بشار کہتے تھے (بشار بن برد شاعر عربی)  
نا بنیا تھا) وہ بلند ہمت، بڑے قوی حافظہ والے، پہچان گو شاعر تھے۔ ۳۰ برس  
کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ پھر شیخ محمود سماکہ سے درسی کتابوں کی تعلیم حاصل  
کی۔ اور علامہ سید محمد قزوینی سے فقہ و اصول کا درس لیا۔ انھوں نے اپنے  
اشعار کا دیوان زندگی ہی میں مرتب کر لیا تھا۔ استعارات کی نظم میں انھیں  
خاص طور سے مہارت تھی۔ انھوں نے جوانی ہی کی عمر میں ۱۲۹۹ھ میں انتقال  
کیا۔ اگر وہ کچھ اور زندہ رہتے تو بڑے درجہ پرناز ہوتے۔ اور علم ادب میں  
ان کے اشعار کا بڑا ذخیرہ موجود ہوتا۔ انتقال کے بعد ان کی لاش کو نجف شریف  
کی طرف لایا گیا اور یہاں دفن ہوئے۔

(۶)

## شیخ محمد حسین مرقہ عالی

(۱۳۵۸)

مجدد العرفان "صیدا (ملک شام) حج ۳۷۵ھ میں اُن کے نام کیا تھا  
لکھا ہے۔

المشتر بالحق افظل احفظ حقاظ عصوصہ قوفی ۳۲۶ھ۔

"وہ "حفاظ" کے نام سے مشہور تھے اور اپنے زمانہ کے تمام حافظوں میں  
سب سے بہتر تھے ۳۲۶ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔"

(۷)

## شیخ حسین بصیر علی

(۱۳۵۸)

عراق عرب کے بڑے شاعر اور سلم استاد تھے۔ قدرت کی طرف سے وہ  
ناپیدا پیدا ہوئے تھے، اور اسی لئے علاقہ نقاد کے طور پر وہ "بصیر" (بینا)  
کے جاتے تھے۔

"حصون منیعہ فی طبقات الشیعہ" میں اُن کا تذکرہ ہے اور لکھا ہے۔

ولد فی الحلة - النجاء ۱۲۹۶ھ ونشأ بین ادباء عفا وتخرج علی السماع  
ونظم شعر علیا فصیحا وكان یعبر عنه ببشار النجاء وكان عالی النفس



عالم جاودانی کی طرف رحلت کی۔

(۹)

## حافظ محمد حسنین رضا

(۱۳۱۳)

کرارہ ضلع مظفرنگر کے رہنے والے تھے۔ مولانا سید محمد عوض صاحب فاضل مدرسہ نظامیہ نے اپنے وطن شکارپور جا کر ایک مدرسہ قائم کیا تھا، جس میں ایک درجہ حفظ قرآن کا بھی کھولا تھا۔

اس مدرسہ میں حافظ محمد حسنین صاحب مدرس مقرر ہوئے۔ ان کا تذکرہ ہمارے بزرگ دوست مولانا حافظ کفایت حسین صاحب کے سلسلہ حالات میں اس کے بعد آئے گا۔

(۱۰)

## حافظ سید غلام حسین رضا

(۱۳۱۴)

مدرسہ شکارپور قائم کردہ مولانا محمد عوض صاحب میں حافظ محمد حسنین صاحب کے بعد سید محمد حسین صاحب نے۔ ان کا ذکر بھی آئندہ حافظ کفایت حسین صاحب کے حالات میں نظر سے گذرے گا۔

## (۸) مولانا حکیم فرمان علی ضامن

(۱۲)

اپنے ترجمہ قرآن کی بدولت تعارف سے مستغنی ہیں۔  
آپ کا وطن جنون پٹی ضلع درجنگ تھا تحصیل علم کے لیے لکھنؤ آئے۔  
اور لکھنؤ کی مشہور علمی اور نگاہ مدرسہ ناطیہ میں تحصیل علم کر کے ۱۳۱۵ھ میں  
مستاز الافاضل کی سند کو حاصل کیا۔

آپ کو ذات مدرسہ ناطیہ کے اُن بے نظیر افاضل میں سے تھی جو مدرسہ  
کے علمی کارناموں کی مثال میں سب سے پہلے ذکر کیے جاسکتے ہیں۔

آپ نے زمانہ طالب علمی میں ہی جبکہ لکھنؤ میں تھے، ایک مذہبی مباحثہ کے  
سلسلہ میں پانچ مہینہ کی قلیل مدت میں پورا قرآن مجید حفظ کر کے عام مجمع میں  
سنادیا، اور کمال قوت حافظہ اور مصروفیت و سعی کا ثبوت پیش کیا۔

آخر میں آپ مدرسہ سلیمانہ پٹنہ کے مدبر علی ہو گئے تھے اور اس طرح  
طلاب کو فوض پہنچاتے تھے نیز ضرورت زمانہ کے مطابق آپ نے طلاب  
کے لیے درسی کتابیں بھی اردو زبان میں تحریر فرمائی ہیں جو شائع ہو چکی ہیں۔  
۴۴ رجب ۱۳۱۵ھ کو انتقال فرمایا۔ اور اپنے کنیہ حلقہ احباب نیز  
قدرشناسان علم کے دلوں پر اپنے علمی کمالات کا ایک گہرا نقش چھوڑ کر خود

جس پر سنی حاکموں کو شکست فاش نصیب ہوئی عرصہ ۲۰ سال کے بعد جب مدرسہ سانکھئی کی حالت قابل اطمینان نہ رہی تو آپ جناب حاجی غلام علی صاحب مدیر اخبار راہ نجات (سہاؤنگر) کے طلبیدہ صوبہ سندھ میں آکر ملازم ہوئے جب آپ کی حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی، تو حاجی صاحب نے بھی آپ کے حفظ قرآن کا امتحان لیا، اور آپ کو میر پور بٹورہ ضلع کراچی میں بغرض تبلیغ و پیشانی مقرر کیا میر پور بٹورہ میں ہو چکرے موصوف نے مدرسہ قائم کیا، اور ایک عرصہ تک درس و تدریس فرماتے رہے۔ اطراف سندھ میں یہ اعتراض پڑے شد و مد کے ساتھ کیا جاتا تھا کہ شیعوں میں حافظ نہیں ہوتے۔ جب مولانا سندھ میں تشریف فرما ہوئے تو ہر چار طرف سے آپ کی آمد کی شہرت ہوئی کیونکہ اس کے قبل سندھ میں نہ کوئی شیعوں کا حافظ تھا نہ عالم شیعوں نے اعلان کیا کہ اگر کوئی حافظ مناظرہ کرنا چاہے تو میدان مناظرہ میں آئے، مگر کوئی نہ نکلا۔ اگر نکلا تو آپ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد آپ داکٹر کی تحصیل جس آباد سندھ میں تبدیل ہو کر تشریف لائے، اور یہاں مدرسہ جاری فرمایا، اور چھ سات سال تک یہاں قیام رہا۔ ۱۳۳۱ھ میں بیمار ہو کر وطن تشریف لے گئے۔ جب مرض سے کچھ صحت ہوئی تو داکٹر کی کے نزدیک ایک گاؤں ہے جو شیر شاہ کوٹ کے نام سے موسوم ہے، وہاں پیشانیازی کی ضرورت محسوس ہوئی اور موصوف طلب کے لئے چنانچہ تین چار برس وہاں قیام پذیر

## حافظ صادق حسین صاحب (۱۵۴)

ان کے صاحبزادہ مولوی میرزا محمد علی صاحب، و اگر بھی موصوفہ سندھ میں پشپنازی ہیں۔ موصوف نے اپنے والد ماجد مرحوم کے حالات سلسلہ تذکرہ حفاظ تحریر فرما کر ہیں خاص طور سے روانہ کیے، جنہیں ہم موصوف کے شکریہ کے ساتھ درج ذیل کرتے ہیں۔

”جناب موصوف فارسی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے، اور عربی میں بھی اچھی قابلیت تھی۔ پشپنازی تھے۔ اردو فارسی میں فن شعر گئی میں بھی بہت اچھا لکھتے تھے۔ تاریخ اردو، فارسی، عربی خوب کہتے تھے۔ موصوف نے جس قدر علم حاصل کیا تھا وہ اپنے والد صاحب قبلہ زبدۃ الکملاء مولانا مولیٰ حکیم امداد حسین صاحب مرحوم سے ہی حاصل کیا تھا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں فلان تحصیل ہو گئے اور ساکنان سائنس خلع بلند شہر کی خواہش پر موصوف نے اپنے وطن لاہور دینی سائنس ہی میں مدرسہ دینیات قائم فرمایا، جس کے موصوف عرصہ میں سال تک معلم رہے، اور معلمی ہی کی حالت میں حفظ قرآن مجید کا شوق ہوا۔ طلباء کے درس سے فلان ہو کر ایک دو رکعت روزانہ یاد کر لیا کرتے تھے حتیٰ کہ زمرہ رفتہ تمام قرآن یاد کر لیا۔ آپ کو ایک دوستی حافظوں سے بھی مناظرہ مشہور ہوا۔“

(۱۳)

# حافظ فاضل حسین صاحب مدرس

(۱۳۳۵)

## مدرسہ منہجیہ میٹر

۱۳۸۹ھ میں اپنے وطن کرانہ ضلع مظفرنگر میں متولد ہوئے۔ بچپن ہی میں قرآن حفظ کیا۔ اور ۱۳۹۹ھ میں دس سال کی عمر میں حیدرآباد میں تاریخ العلماء میں ہے کہ متواتر چند سال تک آپ قریب کرانہ کی مسجد امامان میں بعد نماز عشاء جمع موعین میں روزانہ ایک بارہ غفلت خیز خوش الحان سے پڑھ کر قریب آخر ماہ ختم قرآن کرے لے۔

۱۳۸۹ھ میں قاری حافظ جعفر علی صاحب عاریجی تہ کبیلہ اور علامہ قزاقی و تجرید کو اصول و قواعد کے ساتھ حاصل کیا۔ اس کے بعد تحصیل علم میں مصروف ہوئے۔ اور ۱۳۹۰ھ تک مدرسہ منہجیہ میٹر میں پڑھنا۔ پھر ۱۳۹۱ھ میں لکھنؤ آئے اور مدرسہ شریعہ الشریعہ و فاضلیہ میں داخل ہو کر انتہائی وجہ کا تعلیم پاؤں۔ استاد اعلیٰ لکھنؤ میں۔ فاضلیت حاصل کی۔ ۱۳۹۱ھ میں مدرسہ منہجیہ میٹر میں آئے۔ اور ۱۳۹۲ھ میں مدرسہ منہجیہ میٹر میں آئے۔ جہاں آپ نے ۱۳۹۳ھ میں مدرسہ منہجیہ میٹر میں آئے۔

رہے۔ ۱۳۲۲ء میں سنائیت تہا صغوف و اضمحلال کی حالت میں زیارت  
عقبات عالیات کو روانہ ہوئے، اور بعد شمس زیارت کر بلا سے دوسرے  
اسٹیشن پر جہاں گاڑی تبدیل ہوتی ہے، انتقال فرمایا۔ لاش کو بلا واپس  
پہنچائی گئی اور وہاں مدفون ہوئے۔

(۱۲۱)

## شمس العلماء مولانا عباس حسین خاں

(۱۲۲)

(۱) سلم پور پوسٹ ٹیلیگراف کے مشہور و معروف ناظر و طبقاتی شیخ جنکے  
انتقال کے بعد جناب مولانا ایف حسین صاحب قبلہ امرہ پوری اُس جگہ پر  
بقدر بزرگی تھے۔

آپ کے والد ماجد مولانا جعفر علی صاحب جارجی کا تذکرہ اس کے  
قبیلہ سے کیا ہے۔

بچپن سے نمازیں تھیں کہ آپ فن قرأت میں بھی اپنے والد کے شاگرد تھے  
اور وہ حیدر شاہ و فیہ دیہہ رہتے۔ اس کے علاوہ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔  
بعد میں لاہور آئے اور پندرہ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

(۱۵)

## اقامیز ابدال مطلب شیرازی (۱۳۵)

فاضل، جواں سال، تفریبا میرے ہم عمر۔ سرکار میز لے شیرازی  
طالبِ شراہ کے نواسے ہیں۔ منقہ و اصول کی انتہائی تعلیم حاصل کرتے ہوئے  
درس خارجی میں شرکت کرتے ہیں۔ اور ذہین، خوش فہم، طبع ہیں۔ میرے  
سامنے جب کہ میں نبوت اشرف میں تھا، انھوں نے پورا قرآن خطا کر لیا  
تھا، اور پھر بھی اسکی تکرار و محافطت میں کوتاہاں تھے۔

(۱۶)

## مولانا حافظ کفایت حسین صاحب (۱۳۶)

### واعظ مدرسہ الوداعین

ہمارے قدیم کرم فرما، محترم دوست، بلکہ بلند کے رشتہ سے بزرگ بھائی۔  
درسہ ناظمیہ کے ہمارے پہلے کے ممتاز الافرامل، اور سب سے مقدم جماعت میں  
کے واعظ مدرسہ الوداعین، موجود زمانہ کے مستند حافظ ہیں۔  
آپ نے ہماری مخصوص خواہش پر اپنے حالات تعلیم کے ہمارے پاس

شند ہی سے تعلیم و تدریس کے فرض کو انجام دیا۔  
 آپ اپنے زمانہ کے انتہائی مستند حافظ تھے۔ ۱۳۱۹ھ میں آپ خرید گیارہ  
 دکن طلبہ کے لئے گئے تھے جہاں آپ نے حفظ قرآن کے بڑے مظاہر و نہیں  
 شرکت کی۔ اور تین دن دو دو گھنٹہ میں دس دس پارے قرآن سنا کر تمام  
 خطاط سے غرض اعتراف حاصل کیا۔  
 اسکے علاوہ بھی متعدد مواقع پر آپ کے حفظ قرآن کو موقع امتحان میں  
 جانچا گیا جس میں آپ کو کامیابی ہوئی۔  
 ابھی شاید ۲۰ سال ہوئے ہیں کہ آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۱۴)

## آقا سید ہدی شیرازی (۱۳۱۳ھ)

نجف اشرف عراق میں سرکار میرزا محمد حسن شیرازی طالب نژاد  
 کے خاندان سے تھے۔ ۵۰ سال کی عمر کے مقدس تھے ذی علم بزرگ ہیں۔  
 آپ نے پورا قرآن حفظ کیا اور اس کی حفاظت میں پورے طور سے  
 متوجہ ہیں۔ یعنی برابر قرآن کو دوسرے دے رہے ہیں سادہ کم از کم ایک بار  
 روزانہ اور چند روز پر چھ مرتبہ۔ یہاں اکثر محفل مجلس اور آستانے راہ میں  
 ان کو زبان کو متحرک پایا، اور معلوم ہوا کہ وہ قرآن پڑھا کرتے ہیں۔



شعبہ ہائی اسکول میں پرنسپل سید محمد علی شاہ ۱۹۱۹ء میں مدرسۃ الوداعین  
میں داخل ہوا۔ سلسلہ میں مدرسہ کا آخری امتحان دیا، اور اول نمبر  
میں کامیابی حاصل کی۔

سلسلہ میں مدرسۃ الوداعین کی جانب سے بغرض تبلیغ پشاور  
روانہ کیا گیا۔ اواخر سلسلہ میں کوہم ایک نئی صوبہ سرحد شمال و مغرب کا  
محکمہ قضا سرحد ہوا۔ اگست سلسلہ میں استعفا دیدیا، اور پھر  
مدرسۃ الوداعین کی جانب سے کار تبلیغ پنجاب میں شروع کیا۔

### (امتحان حفظ قرآن کے بعض اہل اہم واقعات)

آٹھویں اہلسنت کی خواہش پر دس دس بارہ یوسیہ پڑھ کر  
قرآن مجید اول سے آخر تک سنایا جس کے بعد حفاظ اہلسنت نے  
سند تصدیق عنایت کی جس میں تحریر کیا کہ سنایت کامل حافظ اور قاری ہیں  
سیالکوٹ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی دہلی کی اشتہار بازی  
کے بعد جلسہ منعقد کیا گیا، اس میں قرآن مجید سنایا گیا جس کے بعد  
مولوی صاحب موصوف اور صدر جلسہ مولوی محمد شاہ صاحب خفی  
مولوی فاضل نے سند عنایت کی۔  
دیرہ غازی خان میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں کم از کم

بیچے ہیں جنہیں انہی کے الفاظ میں ہم مدح ذیل کرتے ہیں۔  
 تمام آباؤ اجداد شیعہ تھے۔ شکار پور ضلع بلنسر میں پیدا ہوا۔ مولانا  
 سید محمد عوض صاحب قبلہ شاگرد جناب شمس العلماء مولانا نجم الحسن صاحب قبلہ  
 نے شکار پور پوٹھوکلر ایک مدرسہ قائم کیا، جس میں ایک درجہ حفظ قرآن  
 کا بھی کھولا۔ حافظ مددی حسن صاحب ساکن کرانہ ضلع مظفرنگر مدرسہ مفتوحہ  
 ہوئے۔ اُن سے تقریباً دس پائے یاد کئے۔ انکے بعد حافظ سید غلام حسین  
 صاحب مدرس ہوئے۔ اُن سے آخر تک یاد کیا۔ ۱۹۰۹ء میں قرآن مجید مکمل  
 حفظ کیا کہ مولانا حافظ فیاض حسین صاحب مدرس مدرسہ منصبہ کی  
 خدمت میں سنانے کی غرض سے مدرسہ حسن المدارس شکار پور کی طرف سے  
 بھیجا گیا۔ تین ماہ رہ کر واپس شکار پور آیا، اور اوائل سنہ میں لکھنؤ کے  
 مدرسہ ناظمیہ میں آکر تعلیم و بیانات شروع کی۔  
 ۱۹۱۰ء میں مولوی فاضل پنجاب یونیورسٹی اور لاہور الہ آباد یونیورسٹی  
 اور مدرسہ ناظمیہ کے فاضل کا امتحان دیا اور سرانکس میں کامیابی ہوئی۔  
 ۱۹۱۱ء میں مثنوی فاضل پنجاب یونیورسٹی اور لاہور فاضل الہ آباد یونیورسٹی  
 میں کامیابی حاصل کی۔  
 آخر ۱۹۱۸ء میں مٹارالا فاضل کا امتحان دیا۔ اور اول نمبر کی کامیابی  
 حاصل کر کے مدرسہ کا خاص انعام عباد عامہ حاصل کیا۔ اسی سال

شہد ہو، اسکی نگرار کرتے، اور پھر سلسلہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے  
ہیں۔ تلاوت میں روانی و تیزی کے ساتھ قرأت و مخارجِ حروف کا  
محافظ رکھتے اور الفاظ کی ساخت کو بگڑنے نہیں دیتے ہیں۔

یہ چیزیں وہ ہیں جو اکثر حفاظ میں زیادہ تر مفقود ہوتی ہیں۔  
سجالت موجودہ آپ براؤلنڈی (پنجاب) میں تشریف رکھتے ہیں  
اور کار تبلیغ میں مصروف ہیں۔

## خاتمہ کلام

اس کتاب کو پایہ اتمام تک پہنچاتے ہوئے اس امر کا اظہار  
ضروری ہے، کہ یہ کتاب بھی کسی طرح پورے پورے طور سے مکمل نہیں  
کھی جاسکتی، بلکہ بہت زیادہ تشنہ تکمیل ہے۔ قدیم حفاظ جن کا سراغ  
کتابوں سے لگ سکتا ہے، اُن کا ایک حد تک تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔  
لیکن موجودہ صدی کے حفاظ، جن کے حالات کتابوں میں بھی قلمبند  
نہیں ہوئے، اُن کے اسماء و حالات بہت زیادہ ہماری نظر سے  
اوچھل رہ گئے ہیں، جس کا ہمیں اعتراف ہے۔ ممکن ہے کہ کتاب  
کے آئندہ طبعات میں اس سلسلہ میں اضافہ ہو سکے، اور اس لیے

پنجہد حفاظِ اہلسنت و اہل سنت کے مختلف مقامات سے قرآن سنایا گیا۔  
اور اہلسنت کے حفاظ باوجود اس کے کہ مشرک اہل ان کا سنا بھی تحریر  
ہو چکا تھا، کسی نے ایک رکوع بھی نہ پڑھا۔

مدرسہ اظہیہ میں تقریباً پچیس حافظ اہلسنت کے بغرض امتحان آئے  
اور مختلف مقامات سے پڑھوایا اور تصدیق کر کے چلے گئے۔ جناب مولانا  
سبط حسن صاحب قبلہ نے ایک دو مثالہ اور سعادت خاں صاحب سنے  
ایک فیروزہ کی انگشتی بطور انعام عطا کی،  
یہ تھے وہ حالات جو حافظ صاحب نے خود قلمبند کیے ہیں۔

گزشتہ قریبی زمانہ میں جس کو ابھی ایک سال کا عرصہ نہیں ہوا، جب  
حافظ صاحب لکھنؤ گئے تھے، تو پانچ روز تک مدرسہ العظیمین میں تلاوت  
قرآن کے جلسے ہوئے جس میں خاص و عام ہر طبقہ کے افراد کا کافی اجتماع  
ہوتا تھا، حافظ صاحب نے چھ چھ بارے ہر روز قرآن مجید کی تلاوت کی اور  
پانچ جلسوں میں قرآن ختم کیا۔ چند مجلسوں میں مجھے بھی شرکت کا موقع ملا۔  
جس سے میں اس نتیجہ تک پہنچا کہ حافظ صاحب چند حقیقتوں سے عام حفاظ  
قرآن کے اندر مخصوص امتیاز رکھتے ہیں۔

آپ تلاوت قرآن کے اثناء میں سلام کا جواب دیتے، متوجہ ہوتے،  
بات کرتے اور بات کا جواب دیتے، تاکہ ار کی فرمائش کرنے پر جس لفظ میں

کامل فہرست سائنسائے حفاظ شیعہ مندرجہ کتاب  
 تذکرہ حفاظ شیعہ حصہ اول دوم تہ تیغ و تہ تیغ

نمبر شمار	نام	نمبر مندرجہ کتاب	صفہ	حصہ اول یا دوم
	حرف الف			
(۱)	آمر یا حکام اللہ	۷۹	۸۲	دوم
(۲)	ابان بن تغلب	۳۹	۳۲	"
۳	ابراہیم بن ابی البلاد	۵۱	۵۲	"
۴	ابراہیم بن سعد بن طیب فاعی	۷۱	۷۵	"
۵	ابن داحہ	۵۲	۵۴	"
۶	ابن شہر آشوب	۸۶	۹۴	"
۷	ابن مظفر حسین	۱۲۷	۱۴۳	"
۸	ابن سنجار کوفی	۷۳	۷۷	"
۹	ابو الاسود دؤلی	۱۷	۱۷۶	اول
۱۰	ابو ایوب انصاری	۷	۱۴۲	"
۱۱	ابو عبد الرحمن سلمی	۱۸	۱۸۰	"

ناظرین کتاب سے خاص گزارش ہے کہ وہ کتاب کے مندرجہ حفاظ  
کے حالات یاد رکھ کر حفاظ کے اسرار و حالات کے متعلق جو معلومات  
پیش نظر رکھتے ہوں انہیں بعد از وقت سمجھ کر محفوظ نہ رکھیں، بلکہ  
ہم کو براہ راست یا سکرٹری صاحب امانیہ مشن کو مطلع کر دیں۔  
اور اس مقصد کی تکمیل میں حصہ لیں۔ والسلام

علی نقی النقوی عفی عنہ

۲۔ ماہ صیام ۱۳۵۳ھ



نمبر شمار	نام	نمبر بند در کتاب	صفحه	حصة اول یا دوم
۲۷	برید بن خنیز سمرانی	۹	۱۲۹	اول
حرف ث				
۲۷	نابت بن زید انصاری	۱۹	۱۸۱	"
۲۸	ثعلبة بن میمون	۲۹	۱۵۱	دوم
حرف ج				
۲۹	جعفر بن عبد الله حافظ	۱۰۲	۱۱۷	"
۳۰	جعفر علی صاحب جارجی	۱۳۳	۱۳۶	"
حرف ح				
۳۱	حافظ شیرازی	۹۵	۱۰۹	"
۳۲	حذیفه بن الیمان	۲	۱۳۵	اول
۳۳	حسین بن احمد بن خالویه	۶۸	۶۷	دوم
۳۴	شیخ حسین بصیر حلی	۱۳۷	۱۵۰	"
۳۵	حسین ذوالدمعة ابن			
	زید شمشید	۳۸	۳۱	"
۳۶	حسین بن محمد بن حسن زاهد	۶۱	۶۳	"
۳۷	حسن بن احمد صدر الحفظ	۸۲	۶۰	"

فہرستہ	نام	نیزندہ کتاب	صفحہ	حصہ اول یا دوم
۱۲	ابو عمرو بن العلاء	۴۵	۴۵	دوم
۱۳	ابی بن کعب الصغری	۱	۱۱۸	اول
۱۴	احمد بن محمد بن حداد علی	۹۳	۱۰۷	دوم
۱۵	احمد بن محمد بن عبد اللہ			
	ابو سہل قطان	۶۷	۶۷	"
۱۶	احمد بن منیر المہدی شامی	۸۲	۸۵	"
۱۷	اسحق بن عمار	۴۸	۵۰	"
۱۸	اسحق بن یوسف	۱۰۷	۱۲۲	"
۱۹	اعمش (سلیمان بن مہران) کوفی	۴۰	۳۷	"
۲۰	اعین بن سنن	۳۰	۱۶	"
۲۱	امداد علی صاحب	۱۱۷	۱۳۳	"
۲۲	ام سلمہ	۱۵	۱۶۲	اول
۲۳	انور علی صاحب	۱۲۰	۱۳۶	دوم
جہان باب				
۲۴	بارع بن دباس نخوی	۷۸	۸۱	"
۲۵	بہر علیخان	۱۱۶	۱۳۱	"



نمبر	نام	نمبر در کتاب	صفحه	حصه اول یا دوم
۵۰	زبارة بن اعین	۴۳	۴۲	دوم
۵۱	زرین جیش	۴۳	۱۸۸	اول
۵۲	زید بن عبد الله زنجش	۸۰	۸۳	دوم
۵۳	زید بن علی بن حسین	۳۳	۲۱	"
حرف س				
۵۴	سعید بن جبیر	۲۶	۱۹۲	اول
۵۵	سعید بن مسیب	۲۵	۱۹۰	"
۵۶	سلیمان بن خالد بن دهمان	۴۱	۴۱	دوم
۵۷	سلیمان بن عبد الله بجرانی	۱۱۰	۱۲۶	"
حرف ش				
۵۸	شاه طاقاری	۹۹	۱۱۵	"
۵۹	شرف الاشراف بنت			
	سید ابن طاووس	۸۷	۹۸	"
۶۰	شعید اول (محمد بن کی)	۹۴	۱۰۸	"
حرف ص				
۶۱	صاوق حسین صاحب	۱۴۱	۱۵۴	"

شماره	نام	نمبر درج کتاب	صفحه	حاصله اول یا دوم
۲۸	حسن بن حسین بن حاجی کلپی	۷۷	۸۰	دوم
۲۹	حسن بن امام	۵۷	۵۹	"
۳۰	حسن بن علی نعمی	۱۰۵	۱۳۱	"
۳۱	حسین بن طارق ابو جاده			
	سندی	۵۰	۵۲	"
۳۲	حمران بن اعین	۲۲	۲۳	"
۳۳	حمزه بن حبیب	۲۶	۲۶	"
۳۴	حمزه بن محمد بن حسین	۶۲	۶۲	"
۳۵	خطابه بن اسعد مشبای	۱۰	۱۵۲	اول
۳۶	حیدر بیگ	۱۳۳	۱۳۶	دوم
حرف خ				
۳۷	خیرات علی	۱۳۸	۱۳۳	"
حرف س				
۳۸	رضی (محمد بن حسین) سوسه	۷۰	۷۱	"
حرف ز				
۳۹	زاذان فارسی کنزی	۳۲	۱۸۵	اول

نمبر شمار	نام	نمبر درج کتاب	صفحه	حده اول یا دوم
۷۶	عبد الکرم بن احمد بن طاووس	۸۹	۱۰۰	دوم
۷۷	عبد الشکر بن ابی یعقوب	۳۲	۱۰۲	"
۷۸	عبد الشکر بن عباس	۱۶	۱۶۹	اول
۷۹	عبد الشکر بن محمد بن بازون			
	طائی اندلسی	۹۰	۱۰۳	دوم
۸۰	عبد الشکر بن مظفر	۱۰۱	۱۱۶	"
۸۱	عبد انطرب شیرازی	۱۳۵	۱۵۹	"
۸۲	عبید بن نضد	۲۱	۱۸۳	اول
۸۳	علاء الدین ابوالنظر ودائی	۹۱	۱۰۳	دوم
۸۴	علقه بن قیس	۶	۱۳۱	اول
۸۵	طاعی بن مرزا خلیل طهرانی	۱۱۹	۱۳۳	دوم
۸۶	اسلمی بن محمد بن زید حسینی	۶۲	۶۳	"
۸۷	عبد الشکر (ابو اسحق)			
	سبجی	۳۶	۲۷	"
۸۸	عنایت الشکر	۱۰۹	۱۲۵	"

شماره	نام	تذکره کتاب	صفحه	حاصل یادوم
۶۲	شیخ صالح بنجی	۱۳۵	۱۳۹	دوم
حرف طاء				
۶۳	طاووس میانی	۲۸	۵	"
۶۴	طاہر اصفهانی	۹۶	۱۱۳	"
حرف ف				
۶۵	عابد علی	۱۲۵	۱۳۲	"
۶۶	عاصم بن بهدله کوفی	۳۵	۲۶	"
۶۷	عباده بن صامت انصاری	۳	۱۲۹	اول
۶۸	عباس حسین صاحب	۱۳۲	۱۵۶	دوم
۶۹	عبد التجار بن عبد شریک لاری	۷۶	۷۹	"
۷۰	عبد الرحمن بن ابریم خراسانی	۲۰	۱۸۲	اول
۷۱	عبد الرحمن بن ابی سلیمان انصاری	۲۴	۱۸۹	"
۷۲	عبد الرحمن بن عبد رب انصاری	۱۱	۱۵۶	"
۷۳	عبد السلام بصیری	۶۹	۷۱	دوم
۷۴	عبد السلام بن محمد حرغانی	۱۰۳	۱۱۸	"
۷۵	عبد الفتاح	۱۱۲	۱۲۹	"

نمبر شمار	نام	نمبر درجہ کتاب	صفہ	حصہ اول یا دوم
	<b>حرف ن</b>			
۱۰۰	لطیف اللہ اصغری	۹۸	۱۱۵	دوم
	<b>حرف م</b>			
۱۰۱	سید محمد	۱۰۶	۱۲۲	"
۱۰۲	سید محمد تہجد نیری	۱۱۴	۱۳۱	"
۱۰۳	محمد بن ابی حذیفہ	۵	۱۳۷	اول
۱۰۴	محمد بن احمد بن حمدان			
	جنابز بلدی	۸۵	۹۳	دوم
۱۰۵	محمد بن حسین بن محمد بن			
	حسن الزاہد	۶۳	۶۴	"
۱۰۶	محمد بن حسن بن ابی سارہ	۲۷	۳	"
۱۰۷	محمد بن حسن زہاد	۵۹	۶۲	"
۱۰۸	محمد بن حسن قرشی بزاز	۶۰	۶۲	"
۱۰۹	محمد بن سعدان بن مبارک	۵۸	۶۰	"
۱۱۰	محمد بن سلمہ بن اربیل	۷۴	۷۸	"
۱۱۱	محمد بن عبد اللہ طیار	۳۱	۱۸	"

نمبر شمار	نام	نمبر درج کتاب	صفحه	صفحه اول یا دوم
<b>حرف غ</b>				
۸۹	غلام حسین صاحب	۱۲۰	۱۵۲	دوم
۹۰	غلام رضا	۱۲۹	۱۴۳	"
<b>حرف ف</b>				
۹۱	فاطمه بنت سید ابن طاهر	۸۸	۹۹	"
۹۲	فرزدق (هاتم بن غالب)	۴۹	۶	"
<b>شاعر</b>				
۹۳	مولانا فرمان علی صاحب روم	۱۳۸	۱۵۲	"
۹۴	فضل بن یحیی جعفری	۸۳	۹۰	"
۹۵	فیض الله	۱۲۰	۱۴۳	"
۹۶	فیاض حسین صاحب	۱۴۳	۱۵۷	"
<b>حرف ک</b>				
۹۷	کفایت حسین صاحب	۱۳۶	۱۵۹	"
۹۸	کبیر بن زید اسدی	۳۴	۸	"
۹۹	کنانه بن عقیق تعلبی	۴	۱۵۸	اول

نمبر شمار	نام	نمبر در کتاب	صفحه	حصول اول یا دوم
۱۲۸	بسیده مدنی	۱۱۳	۱۲۹	دوم
۱۲۹	آقا سید مدنی شیرازی	۱۲۲	۱۵۸	"
۱۳۰	حافظ مدنی حسن صاحب	۱۳۹	۱۵۳	"
۱۳۱	مستقیم تبار	۸	۱۳۶	اول
ح ر ف ن				
۱۳۲	ناصر خسرو علوی	۸۱	۸۲	دوم
۱۳۳	نافع بن هلال حلبی	۱۳	۱۵۹	اول
۱۳۴	نظر علی طالقانی	۱۳۱	۱۳۵	دوم
ح ر ف و				
۱۳۵	واضح ترکی	۱۴	۱۶۱	اول
۱۳۶	ولی محمد	۱۲۲	۱۳۲	دوم
ح ر ف ل				
۱۳۷	هشام بن محمد بن سائب کلبی	۵۵	۵۷	"
۱۳۸	هایون بخت امرویهی	۱۰۸	۱۲۵	"
ح ر ف ی				
۱۳۹	یحیی بن ابراهیم بن ابی البلاد	۵۳	۵۴	"

نمبر شمار	نام	نمبر بند در کتاب	صفحه	حاصل اول یا دوم
۱۱۲	محمد بن علی بن جاک تیمی	۷۵	۷۹	دوم
۱۱۳	محمد بن محمد بن مسعود عافی	۹۷	۱۱۲	"
۱۱۴	محمد بن یحیی زیدی	۶۶	۶۵	"
۱۱۵	محمد تقی خاں فیض آبادی	۱۲۱	۱۲۰	"
۱۱۶	مرزا محمد حسین شهرستانی	۱۳۴	۱۴۷	"
۱۱۷	شیخ محمد حسین مرویه عافی	۱۳۶	۱۵۰	"
۱۱۸	محمد حسن سنگوری	۱۲۶	۱۴۲	"
۱۱۹	محمد حسن علیخان	۱۳۲	۱۴۵	"
۱۲۰	محمد رضا سنبر داری	۱۰۴	۱۱۹	"
۱۲۱	سید محمد رضا	۱۱۱	۱۲۸	"
۱۲۲	محمد سبحان الله	۱۴۲	۱۴۱	"
۱۲۳	محمد علی بناری	۱۱۷	۱۳۴	"
۱۲۴	میرزا محمود حافظ تبریزی	۱۱۵	۱۴۰	"
۱۲۵	شیخ مظفر حاقط	۱۰۰	۱۱۶	"
۱۲۶	معاذ بن مسلم بن ابی ساره	۵۴	۵۵	"
۱۲۷	مقداد بن عمرو	۲	۱۲۴	اول





نمبر شمار	نام	نمبر نسخه کتاب	صفحه	حاصله اول یا دوم
۱۴۰	یحیی بن حسین ذی الدرعه	۵۶	۵۹	دوم
۱۴۱	یحیی بن حمزه	۶۵	۶۵	"
۱۴۲	یحیی بن علی بن محمد استرابادی	۷۲	۷۷	"
۱۴۳	یحیی بن واث	۳۲	۱۹	"
۱۴۴	یحیی بن یحیی	۳۷	۲۹	"
۱۴۵	یعقوب الاحمر	۴۷	۴۹	"
۱۴۶	یوسف بن ناصر بن حماد	۹۲	۱۰۶	"

